فہرست

انتظامیہ

☆اسامہ شیخانی
☆افضل خان بونیری
☆امان زرگر
☆جواد جمیل
☆صہیب حسن
☆عاکف غنی
☆عبید حسنی
☆قاسم سرویا
☆محمد اسامہ سَرسَری
☆محمد حفیظ عازم
☆محمد مصعب سعود
☆محمد یوسف ثانی
☆مصعب شاہین
☆ندیم علی
☆ام محمد
☆بنتِ وریاء
☆ناز ہاشمی
☆نازیہ نزی
☆نزہت وسیم

Ph: 03007909229, E-mail: info@muspk.com, Website: www.muspk.com

مناجات وحمد باری تعالیٰ

(حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی)

الٰہی! تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں
سراپا فقر ہوں عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں

بھکاری وہ کہ جس کے پاس جھولی ہے نہ پیالہ ہے
بھکاری وہ جسے حرص و ہوس نے مار ڈالا ہے

متاع دین و دانش نفس کے ہاتھوں سے لٹوا کر
سکونِ قلب کی دولت ہوس کی بھینٹ چڑھوا کر

لٹا کر ساری پونجی غفلت و عصیاں کی دلدل میں
سہارا لینے آیا ہوں ترے کعبے کے آنچل میں

گناہوں کی لپیٹ سے کائناتِ قلب افسردہ
ارادے مضمحل، ہمت شکستہ، حوصلے مردہ

کہاں سے لاؤں طاقت دل کی سچی ترجمانی کی
کہ کس جنجال میں گزری ہیں گھڑیاں زندگانی کی

خلاصہ یہ کہ بس جل بھن کے اپنی روسیاہی سے
سراپا فقر بن کر اپنی حالت کی تباہی سے
ترے دربار میں لایا ہوں اب اپنی زبوں حالی
تری چوکھٹ کے لائق ہر عمل سے ہاتھ ہیں خالی
یہ تیرا گھر ہے ، تیرے مہر کا دربار ہے مولا!
سراپا نور ہے ، اک مَہبطِ انوار ہے مولا!
تری چوکھٹ کے جو آداب ہیں میں ان سے خالی ہوں
نہیں جس کو سلیقہ مانگنے کا وہ سوالی ہوں
زباں غرقِ ندامت دل کی ناقص ترجمانی پر
خدایا رحم! میری اس زبانِ بے زبانی پر
یہ آنکھیں خشک ہیں یارب! انھیں رونا نہیں آتا
سلگتے داغ ہیں دل میں جنھیں دھونا نہیں آتا
الٰہی! تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں
سراپا فقر ہوں عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں

☆☆☆

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(نازیہ نزی)

آپ ﷺ کی شفقت، حلاوت، التفات اور پیار سے
دم بخود ہے ساری دنیا آپ ﷺ کی گفتار سے
محسنِ انسانیت اور رحمۃٌ للعالمین ﷺ
دوجہاں پُرنور ہیں بس آپ ﷺ کے انوار سے
دین و دنیا کی بھلائی آپ ﷺ ہی کے دم سے ہے
کوئی بھی لوٹا نہ خالی آپ ﷺ کے دربار سے
دشمنانِ دین بھی ہیں آپ ﷺ ہی کے معترف
متفق ہے سارا عالم آپ ﷺ کے کردار سے
آپ ﷺ تھے درویش فطرت اور فقیرانہ مزاج
آپ ﷺ کو رغبت نہیں تھی درہم و دینار سے
آپ ﷺ کی سیرت ہے قرآنِ مبیں اے نازیہ!
سج گیا ہے دینِ قدرت آپ ﷺ کے افکار سے

اداریہ

(محمد اسامہ سَرسَری)

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ اس وقت امتِ مسلمہ زبردست قحط الرجال کا سامنا کر رہی ہے، علوم وفنون پر دسترس تو دور کی بات ہے، اس زمانے میں اگر کسی فرد کو کسی مخصوص علم یا فن میں دل چسپی بھی ہو تو لوگ اس پر رشک کرنے لگتے ہیں، بے شک اس علمی انحطاط کے دور میں بھی امت مسلمہ کو اگر کہیں سے رجال مل رہے ہیں تو وہ مدارس ہی ہیں، اللہ تعالیٰ تمام علمی درسگاہوں کو تا قیامت روز افزوں ترقی عطا کرے، یہ دینی مدارس ہی کا فیضان ہے کہ آج بھی الحمدللہ ایسی شخصیات موجود ہیں جن سے لاکھوں بلکہ کروڑوں طالبانِ حق اپنی علمی تشفی کا سامان حاصل کر رہے ہیں۔

مگر نگاہ جب ان مدارس کی چیدہ شخصیات سے ہٹ کر عوام اور عام علماء وطلبہ کی طرف اٹھتی ہے تو اک ہوک سی دل میں اٹھنے لگتی ہے، پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے کا اس قدر فقدان شاید امت نے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو، اس عدم التفات کی بڑی وجہوں میں سے ایک موبائل اور انٹرنیٹ کا غیر معتدل استعمال ہے، جدید چیزوں نے جہاں بہت سی سہولیات فراہم کی ہیں وہاں ہمارے مستقبل کے اثاثہ جات (طلبہ وطالبات) کو کتابوں سے دور کر دیا ہے، ہر علم اور ہر فن میں بس کچھ ہی لوگ ہیں جو ان کو باقی رکھنے (بلکہ ماشاءاللہ ترقی دینے کا) ذریعہ بنے ہوئے ہیں، مناسبتیں ختم ہوتی جارہی ہیں، عربی عبارت کا ترجمہ کرنے سے زیادہ تر لوگ بھاگتے ہیں، عربی تو عربی اپنی مادری زبان اردو ہی سے اس قدر بے اعتنائی ہے کہ حاشا وکلا،

فارسی سیکھنے کا تو شاید اب خیال بھی نہیں آتا کسی کو۔ ہاں انگریزی کی محبت ہر جگہ نظر آتی ہے، بحیثیت زبان اسے سیکھنے میں کوئی حرج بھی نہیں، مگر اس میں بھی دو المیوں کا ہمیں سامنا رہتا ہے:

ایک یہ کہ اس زبان کو اردو اور عربی سے زیادہ اہمیت دی جانے لگی ہے، حالانکہ عربی ہماری اسلامی زبان ہے اور اردو ہماری قومی زبان ہے، اسلامی علوم وفنون کا سب سے بڑا ذخیرہ عربی میں ہے، پھر علمائے عصر کی رات دن کی مساعی کے نتیجے میں اب اردو زبان بھی ہماری اسلامیات کی بہت بڑی امین بن چکی ہے۔

دوسرا المیہ یہ کہ انگریزی سے محبت تو بہت ہے، مگر سیکھنے کے میدان میں اس کا بھی حق ادا نہیں کیا جاتا، چنانچہ زیادہ تر لوگوں کو انگریزی بھی اتنی ہی آتی ہے جتنی خرافاتی جگہوں پر سننے کا موقع ملتا ہے، معلوم ہوا کہ انگریزی کو بھی بحیثیت زبان اور فن نہیں سیکھا جاتا، بلکہ غلط ماحول کی وجہ سے عوام کی اس زبان سے مناسبت قائم ہوگئی، اب صورتِ حال یہ ہے کہ جس طرح مدارس کے بہت سے طلبہ عربی اور فارسی سے ناآشنا ہیں اسی طرح اسکول اور کالج کے زیادہ تر اسٹوڈنٹس انگریزی زبان لکھنے اور بولنے سے قاصر ہیں۔

صرف زبانیں ہی کیا، قحط الرجال کی لپیٹ سے اس وقت کوئی بھی علم یا فن نہیں بچ سکا، اب خواہ علم میراث ہو یا فلکیات، منطق وفلسفہ ہو یا علومِ قرآن وتفسیر، فقہ کا میدان ہو یا حدیث کی جولان گاہ، فنونِ ریاضی ہو یا علمِ تجوید، کمپیوٹر کی پروگرامنگ ہو یا خطاطی ومصوری، ڈیزائننگ کا فن ہو یا کتابت اور ٹائپنگ کا ہنر، الف سے ے تک سب علوم وفنون اس وقت یاس وحسرت سے اپنے حقیقی طلبہ کے منتظر محسوس ہو رہے ہیں۔

بحمد اللہ ثم بحمد اللہ "مکتب علومِ شریعت" کو فیس بک پر آن لائن شروع کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ہم سب کے اندر پہلے سیکھنے اور سکھانے کا سچا شوق اور جذبہ بیدار ہو، پھر ہم سیکھنے اور

سکھانے بھی لگ جائیں اور اللہ کے فضل و کرم سے مکتب علوم شریعت میں بہت ہی کم وقت میں متعدد کورسز کا آغاز کر دیا گیا ہے، ہم ماہرینِ علوم وفنون کا خندہ پیشانی کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہوئے انھیں اپنے ساتھ شامل کر رہے ہیں، اس بات پر اللہ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ آنِ موجود میں مکتب علوم شریعت کے اندر ایسے بہت سے احباب مجتمع ہو چکے ہیں جو وقت، مال، دعا اور علم ہر طرح سے اس ادارے کی خدمت کر رہے ہیں، اخلاص اور خلوص کا یہ نمونہ بہت کم جگہوں پر دیکھنے کو ملے گا۔

صلاحیت سیریز کے نام سے یہ مبارک سلسلہ بھی انھی مساعی کا ایک نتیجہ ہے، یہ ایک کتاب بھی ہے جس میں آپ کو کسی ایک علم یا فن میں مہارت پیدا کرانے والی تحریریں پڑھنے کو ملیں گی اور یہ ایک رسالہ و جریدہ بھی ہے جو ان شاء اللہ ہر کچھ عرصے بعد آپ کی خدمت میں نئے علم وفن کی صلاحیتیں تقسیم کرنے کے لیے حاضر ہوتا رہے گا۔

صلاحیت سیریز کے اس پہلے حصے میں ہم نے اللہ کا نام لے کر "قرآن نمبر" کا انتخاب کیا ہے، اللہ کرے کہ اس کتاب کے ہر قاری کو قرآن کریم سے محبت اور اس سے سیکھنے اور سمجھنے کا شوق، جذبہ اور صلاحیت عطا ہو جائے۔

"قرآن نمبر" میں درجِ ذیل تین باتیں خصوصی طور پر ملحوظ رکھی گئی ہیں:

① آیات کا ترجمہ "آسان ترجمہ قرآن (مفتی محمد تقی عثمانی صاحب)" سے لیا گیا ہے۔

② مکمل تخریج کا اہتمام کیا گیا ہے۔

③ متعدد ماہرین سے پروف ریڈنگ کروائی گئی ہے۔

اللہ کریم اس کوشش کو ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے اور اس کے جملہ مقاصدِ حسنہ کو تکمیل عطا کرے اور اس کی تمام ضروریات اپنے غیبی خزانوں سے پورا فرمائے۔ آمین!

تعارف مکتب علومِ شریعت

(جواد جمیل)

مکتب علومِ شریعت (MUS) علمی، ادبی اور تنقیدی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور ان کو نکھارنے کا ایک بہترین آن لائن ادارہ ہے جو محمد اسامہ سَرسَری صاحب کی زیر نگرانی تقریباً دو سال کے عرصے سے سرگرمِ عمل ہے۔

اس ادارے میں اب تک متعدد آن لائن کورسز، مسابقے اور انعامی مقابلے بھی کروائے جا چکے ہیں، جن میں علم میراث کورس، تحریر کورس، عروض کورس، شاعری کورس، جغرافیہ کورس، فارسی کورس، عربی کورس اور انگریزی کورس شامل ہیں۔ مکتب علوم شریعت کی رکنیت حاصل کرنے والا جب چاہے ان میں سے کوئی بھی کورس کر سکتا ہے۔

"مکتب علومِ شریعت" سیکھنے سکھانے کے ہر خواہش مند کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ادارہ ہے جس کا سفر فیس بک سے شروع ہوا اور اب الحمدللہ باقاعدہ ویب سائٹ اور جریدۂ ہٰذا "صلاحیت سیریز" کی شکل میں بھی منظر عام پر آ چکا ہے۔

"صلاحیت سیریز" کے عنوان سے مکتب علوم شریعت کی جانب سے ان شاء اللہ مختلف موضوعات پر جریدے وقتاً فوقتاً پیش کیے جاتے رہیں گے۔ اس وقت پہلا جریدہ "قرآن نمبر" آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ علمی و تحقیقی مواد ان شاء اللہ ہر شعبے کے طلبہ و طالبات کے لیے ایک قیمتی دستاویز ثابت ہوگا۔

اظہارِخیال

(بنت وریاء)

سب سے پہلے توشکراس ذات باری تعالیٰ کا،جس نے ہمیں یہ موقع عنایت کیا اورتوفیق بخشی کہ ایسے عظیم الشان موضوع پر جریدہ نکالیں،اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے استادمحترم محمد اسامہ سَرسَری صاحب کو،جن کے دل میں اللہ پاک نے یہ خیال ڈالا اورانھوں نے آن لائن مکتب علوم شریعت کے نام سے ایک ایسا ادارہ شروع کیا،جس میں تشنگانِ علم کوسیراب کرنے کے لیے مناسب حکمت عملی اختیار کر کےعلوم وفنون کے ماہرین کو یکجا کیا۔سیکھنے سکھانے کا ایک منفرد اور اچھاماحول پیدا کیا۔پھراللہ کا کرم ہوا۔لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا۔جیسا کہ سرورق سے مقاصد واضح ہیں،اس ادارے کے قیام کا مقصدعلوم وفنون سیکھنے اورسکھانے کا شوق پیدا کرنا، صلاحیتوں میں نکھارلانا،امت کورجال کارمہیا کرنااوراردوزبان وادب کافروغ ہے۔

آن لائن فیس بک سے شروع ہونے والا یہ سفراب آگے بڑھنے کو ہے۔اس کی اگلی منزل ”صلاحیت سیریز“ ہےجس کا پہلاشمارہ ”قرآن نمبر“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

آج کل نفسانفسی کے دور میں قرآن پاک کوسمجھنا ناگزیر ہو چکا ہے۔قرآن پاک ایک مکمل ضابطہ حیات ہے،اس فساد کے دور میں اس کوسمجھنا اوراس کی پیروی کرنا پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔

اگرمیں اپنی بات کروں توقرآن پاک میرا عشق ہے۔اس کی تلاوت کیے بنا،اس کوسیکھ کرسکھائے بنا،میرادن نہیں گزرتا۔اس کوسیکھنے میں،سکھانے میں، پڑھنے میں، پڑھانے میں،

سمجھنے میں، سمجھانے میں، عمل کرنے میں اور عمل کی دعوت دینے میں جو سکون ہے، وہ دنیا کی کسی چیز میں میسر نہیں۔

"سکون" ایک ایسی دولت ہے جو آج کل بہت نایاب ہے۔ ہر شخص سکون کا متلاشی ہے۔ ہر شخص دنیا کی فکروں اور پریشانیوں میں گھرا ہوا ہے۔ اس کی وجہ سوائے قرآن سے دوری کے اور کچھ نہیں۔ آج امت مسلمہ رو بہ زوال ہے اور اس کو بے تحاشا مسائل کا سامنا ہے۔ اس صورتحال سے نکلنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ہم قرآن پاک کو اپنا ہادی و رہبر بنالیں۔ صرف پڑھنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ اس کو سمجھ کر عمل کی نیت سے پڑھیں اور اپنی زندگیوں میں قرآن مجید فرقان حمید کو ہمیشہ کے لیے شامل کرلیں۔ تبھی ہم کفریہ طاقتوں کا مقابلہ کرسکیں گے۔

اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے ہماری یہ کاوش آپ کے سامنے ہے۔ جس میں شائقین کو فہم قرآن کے موضوع پر جامع اور چنیدہ مواد ملے گا اور یہ علوم قرآن میں ایک مفید ذخیرہ ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبولیت سے نوازے۔ آمین یارب العالمین!

قطعہ

نفاق ، عصیاں ، فساد ، کینہ ہر اک کا اس دن حساب ہوگا
ہر اک نظر سے ہٹے گا پردہ ہر اک عمل بے حجاب ہوگا
بھرا ہے وحشت سے یوم محشر، اسے نہ ڈر ہے نہ خوف کوئی
چلا جو قرآں کے راستے پر وہی وہاں کامیاب ہوگا

(نزہت وسیم)

حکمتوں کا مکتبہ

(سمعیہ مسعود)

منبعِ رشد و ہُدیٰ قرآن ہے
مطلعِ نور و ضیا قرآن ہے
زندگی کیا! زندگی کے بعد بھی
ہر اندھیرے میں ضیا قرآن ہے
فارقِ معروف و منکر ہے یہی
خیر و شر میں فاصلہ قرآن ہے
عبد کو ملوائے یہ معبود سے
قربِ حق کا واسطہ قرآن ہے
روکتا ہے ارتکابِ جرم سے
نیکیوں کی انتہا قرآن ہے
مرکزِ اخلاق اور تہذیبِ نفس
حکمتوں کا مکتبہ قرآن ہے
قطعاً و حتماً ، یقیناً ، راسخاً
دینے والا فیصلہ قرآن ہے

نویدِ صبح

(عبید حسنی)

لاریب خدا کی رحمت سے
اسلام ملا ، ایمان ملا
ایماں کی حلاوت پانے کو
تذکیر ملی ، قرآن ملا

اس میں ہیں وقائع دنیا کے
اس میں ہیں حقائق عقبیٰ کے
جو عہدِ الست میں خالق سے
باندھا تھا وہ پیمان ملا

قرآن کی آیت آیت میں
محبوبِ خدا کی نعت ملی
سرکارِ مدینہ کی الفت کا
دھن ، دولت ، سامان ملا

تسبیح، تلاوت، سجدوں سے
مومن کا گھر آباد ہوا
آیاتِ پاک کی رونق سے
مہکا ماہِ رمضان ملا

جو رات نزولِ قرآں کی
وہ رات نویدِ صبحِ وطن
قرآن کے صدقے میں ہم کو
یہ پیارا پاکستان ملا

قسمت میں ہدایت تھی اس کے
مقدور اطاعت تھی اس کے
صد شکر عبیدِ حسنی کو
یہ خالق کا فرمان ملا

☆☆☆

مبادیاتِ قرآنِ کریم

(محمد اسامہ سَرسَری)

تین بنیادی عقائد:

① قرآن اللہ کا کلام ہے۔(توبۃ:٦)
② قرآن کریم خاتم النبیین محمد عربی ﷺ پر نازل ہوا۔(سورۂ شعراء:۱۹۲۔۱۹۵)
③ قرآن کریم بغیر کسی تحریف کے اب تک محفوظ شکل میں موجود ہے۔(سورۂ حجر:۹)

قرآن کریم کے نزول کی جگہ اور وقت:

اصل قرآن اللہ تعالیٰ کے پاس ام الکتاب میں موجود ہے، باعزت صحیفوں کی شکل میں ہے جو باعزت فرشتوں کی تحویل میں ہے۔(سورۂ زخرف:۴)

پھر اسے شب قدر میں پہلے آسمان پر دفعۃً نازل کیا گیا۔(جلالین، سورۂ دخان:۳)

قرآن کریم عیسوی لحاظ سے بائیس اور ہجری اعتبار سے تیئیس سالوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا۔(سورۂ اسراء:۱۰٦)

پورا قرآن کریم حجاز میں نازل ہوا ہے سوائے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کے، یہ دو آیتیں معراج کی شب میں آسمانوں پر عطا کی گئی ہیں۔(کما فی صحیح مسلم)

قرآن کریم کی زبان:

سوائے چند الفاظ کے پورا قرآن کریم حجاز کے بادیہ نشینوں کی زبان میں اترا ہے، ورنہ عربی زبانیں اس زمانے میں بھی کئی طرح کی تھیں، ان زبانوں کے کچھ الفاظ بھی ہیں، ایسے ہی کچھ غیر عربی الفاظ معرّب کر کے بھی قرآن میں شامل کیے گئے ہیں جیسے سنگِ گل کو سجّیل کی شکل میں سورۂ فیل کا حصہ بنایا گیا ہے۔ (سورۂ زخرف: ۳)

قرآن کریم کے اسماء وصفات:

اسماء: قرآن، کتاب، ذکر، ہُدٰی، نور، فرقان، کلام اللہ، وحی، روحا من امرنا

صفات: کریم، حکیم، عظیم، مجید، مبین، رحمۃ، علی، بصائر، بشری، بشیر، نذیر، عزیز، بلاغ، بیان، احسن القصص، احسن الحدیث، موعظہ، شفاء، مبارک، مھیمن، قیم، مثانی، متشابہ

قرآن کریم کی ترتیب وتدوین:

قرآن کریم کی موجودہ ترتیب اور ترتیبِ نزولی بالکل الگ الگ ہیں، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن کریم آج جس ترتیب پر ہمارے پاس موجود ہے یہی وہ ترتیب ہے جس کے مطابق اصل قرآن ہے جو کہ ام الکتاب میں اللہ کے پاس موجود ہے۔

سب سے پہلے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو اللہ کے حکم کے مطابق مرتب کیا، آخری رمضان میں اسی ترتیب کے مطابق قرآن کا دورہ کیا گیا، مگر دورِ نبوی میں قرآن کریم کتابی شکل میں دو گتوں کے درمیان نہیں تھا، پھر دورِ صدیقی میں اسے کتابی شکل دی گئی

جس کا نام مصحف رکھا گیا، مگر اس کے پڑھنے کے انداز میں سب اہلِ عرب کو آزادی تھی کہ سب اپنی اپنی لغت کے مطابق پڑھ سکتے تھے، جس کا اثر لکھنے پر بھی پڑنے لگا، پھر دورِ عثمانی رضی اللہ عنہ میں ایک مخصوص رسم الخط کے مطابق اس مصحف کو رکھا گیا اور دیگر مصاحف جو اس رسم الخط کے مطابق نہیں تھے ان سب پر پابندی عائد کر دی گئی، اسے "مصحفِ عثمانی" کہا جاتا ہے، یہی ساری دنیا میں پھیلا اور اب باجماع امت اس رسم الخط کی پابندی ہر قرآنی نسخے میں ضروری ہے۔ (ماخوذ از بیان القرآن)

قرآن کریم کا طرز:

نہ یہ شعر ہے۔ نہ ہی اس کا طرز تصنیفی ہے کہ جس میں ابواب وفصول ہوتے ہیں، نہ ہی یہ مجموعۂ مقالات ہے کہ ہر مقالہ اس طرح مکمل ہوتا ہے کہ پھر دوسرے مقالے میں اس کے مضامین کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ قرآن کریم کا اسلوب خطبے اور خطابت کا ہے۔

محکمات اور متشابہات:

اس قران کی کچھ آیات محکمات اور کچھ متشابہات۔ (آلِ عمران: ۷)

جو آیاتِ قرآنیہ انسان کی سمجھ سے بالاتر ہیں انھیں متشابہات کہا جاتا ہے، ان کی کھود کرید میں پڑنے سے منع کیا گیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات، عالمِ غیب کی خبریں اور حروف مقطعات اور جن آیات کا مطلب واضح ہے وہ محکمات ہیں، یہ محکمات ہی درحقیقت انسان کے لیے عملی ہدایت فراہم کرتی ہیں، ایک مومن کو انھی آیات پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

(ماخوذ از آسان ترجمہ قرآن)

تذکر وتدبر:

قرآن سے بنیادی ہدایت حاصل کر لینے کے لیے قرآن انتہائی آسان ہے، ذرا سی عربی آتی ہو تو یہ چیز حاصل ہو سکتی ہے، اسے تذکر کہتے ہیں، سورۂ قمر کی آیت نمبر ۱۷ میں اسی کا ذکر ہے، مگر یہ قرآن کی صرف سطح ہے، اس کی گہرائی کی کوئی حد نہیں اور اس لحاظ سے یہ ایک مشکل ترین کتاب ہے کہ اس کی تہہ تک پہنچنا ممکن ہی نہیں، یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا نہ کنارہ ہے اور نہ کوئی تہہ ہے۔ اسے تدبر کہتے ہیں۔

قرآنِ کریم کے سات حصے:

مضامین کے لحاظ سے قرآن کریم کی تمام سورتوں کے کل سات حصے کیے جاتے ہیں، ہر حصے میں پہلے مکی سورت یا سورتیں ہیں، پھر مدنی سورت یا سورتیں ہیں، نیز ہر حصے کی مکی اور مدنی سورتیں مل کر ایک بڑے مرکزی مضمون کی تکمیل کرتی ہیں۔ (ماخوذ از بیان القرآن)

حصہ نمبر	سورتیں	مکی سورتیں	مدنی سورتیں	مرکزی مضمون
①	۵	سورۂ فاتحہ	بقرہ تا مائدہ	(۱) شریعت (۲) یہود ونصاریٰ سے گفتگو
②	۴	انعام، اعراف	انفال، توبہ	رسالت
③	۱۵	یونس تا مومنون	نور	رسالت
④	۹	فرقان تا سجدہ	احزاب	توحید
⑤	۱۶	سبا تا احقاف	محمد تا حجرات	توحید
⑥	۱۷	ق تا واقعہ	حدید تا طلاق	قیامت
⑦	۴۸	ملک تا اخلاص	فلق، ناس	قیامت

آیت، رکوع، سورت، پارہ اور منزل

(نزہت وسیم)

آیت:

قرآن مجید کی سورۃ کا ایک ایسا حصہ یا سطر جس کی اپنی ابتدا و انتہا ہو اور اگلی، پچھلی سطر سے گہرا تعلق ہو "آیت" کہلاتا ہے۔ علماء کا آیات کی تعداد میں اختلاف وقف کی وجہ سے ہے، یعنی محض دو آیتوں کو ایک سمجھنا یا ہر آیت کو الگ الگ سمجھنا۔

رکوع:

"ع" جو قرآن مجید کے حاشیے پر لکھا نظر آتا ہے رکوع کی علامت ہے۔ اس علامت کا آغاز دور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بعد ہوا۔ یہ علامت اس جگہ لگائی گئی جہاں معنی کے اعتبار سے ایک بات مکمل ہو۔ کہا جاتا ہے کہ اس علامت کا مقصد آیات کی ایسی مقدار کا تعین تھا جو نماز کی ایک رکعت میں پڑھی جا سکے، اسی لیے اسے رکوع کا نام دیا گیا کہ وہ مقام جہاں نماز میں قراءت ختم کر کے رکوع کیا جائے۔

"ع" کے اوپر لکھے ہوئے عدد کا مطلب سورہ کا رکوع نمبر اور درمیان کے عدد سے مراد رکوع کی کل آیات اور نیچے لکھے گئے عدد سے مراد پارے کے رکوع کا نمبر ہے۔

سورت:

سورت فصیل کو کہتے ہیں، آیات قرآنیہ کے ایک مجموعے کا نام "سورت" ہے۔ جس طرح فصیل ایک مقام کو دوسرے سے جدا کرنے کا کام کرتی ہے اسی طرح سورت آیات کے مجموعے کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہے۔ سب سے چھوٹی سورت سورۂ کوثر ہے جو تین آیات پر مشتمل ہے اور سب سے لمبی سورت سورۂ بقرہ ہے جس میں دوسو چھیاسی آیات ہیں۔ آیات کی یہ تعداد توقیفی ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے پر موقوف ہے۔

قرآن مجید میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ اکثر سورتوں کا ایک ایک نام ہے جیسے نساء، اعراف، انعام، مریم وغیرہ۔ مگر کچھ سورتیں ایسی بھی ہیں جن کے ایک سے زیادہ نام ہیں، جیسے سورۂ محمد کا ایک نام "قتال" بھی ہے۔ سورۂ جاثیۃ کا دوسرا نام "شریعۃ" ہے۔ سورۂ شعراء کو "جامعۃ" اور سورۂ نمل کو "سلیمان"، سورۂ فاطر کو "ملائکۃ" اور سورۃ یٰسٓ کو "قلب القرآن" بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح سورۂ نحل کا ایک نام "نِعَم" ہے اور سورۂ رحمٰن کو "عروس القرآن" بھی کہا جاتا ہے۔

اسی طرح؛

سورۂ بقرہ کے نام: سنام القرآن اور فسطاط القرآن

سورۂ مائدہ کے نام: عقود، منقذہ

سورۂ غافر کے نام: طول، مومن

سورۂ توبہ کے نام: براءت، فاضحہ، حافرہ، عذاب، مشقشقہ، مبعثرہ، مسورہ، بحوث

سورۂ فاتحہ کے نام: فاتحۃ الکتاب، الحمد، الوافیہ، الکافیہ، الصلوٰۃ، الشفاء، السبع المثانی، ام القرآن، اساس القرآن، الکنز، اخیر السورۃ، اعظم السورۃ، القرآن العظیم اور تعلیم المسئلۃ۔

کچھ سورتوں کا ایک مشترک نام بھی ہے جیسے بقرہ اور آل عمران کو "الزہراوَین" کہا جاتا ہے اور فلق اور ناس کو "المُعوِّذتین" اور پانچ سورتیں جن کا آغاز حٰم سے ہوتا ہے انھیں الف لام "حامیم" یا "حوامیم" کہتے ہیں۔

منزل:

ایک ہفتے میں پورے قران مجید کی تلاوت کرنے کے لیے سات منزلیں بنائی گئی ہیں۔ ہر منزل کی ابتدا جس لفظ سے ہوتی ہے اس کے مجموعے کو "فمی بشوق" کہا جاتا ہے۔ پہلی منزل میں چار سورتیں فاتحہ تا نساء، دوسری منزل میں پانچ سورتیں مائدہ تا توبہ، تیسری منزل میں سات سورتیں یونس تا نحل، چوتھی منزل میں نو سورتیں بنی اسرائیل تا فرقان، پانچویں منزل میں گیارہ سورتیں شعراء تا یٰس، چھٹی منزل میں تیرہ سورتیں صافات تا حجرات اور ساتویں میں سورۂ ق سے سورۂ ناس تک پینسٹھ سورتیں شامل ہیں۔ اگرچہ اس بات کا تعین نہیں کیا جا سکا کہ تلاوت قرآن کی یہ سات منزلیں توقیفی ہیں، البتہ گنتی کے اعتبار سے اس ترتیب کا انداز بہت انوکھا اور حیرت انگیز ہے۔

پارہ، حزب، ربع، نصف، ثلث:

قرآن مجید کو تلاوت یا طباعت کی سہولت کے لیے تیس پاروں میں بھی تقسیم کیا گیا۔ معلوم نہیں یہ تقسیم کس نے کی۔ دوسرے عرب ممالک سے جو قرآن مجید شائع ہوتے ہیں ان میں پاروں کا ذکر نہیں ہوتا، کیونکہ یہ نہ تو متفق علیہ ہے، نہ اس کا ذکر تابعین یا بعد کے ادوار میں ملتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کا جوشِ ایمان کم ہوا اور لوگوں نے ہر مہینے میں ایک

مرتبہ قرآن مجید مکمل کرنے کا معمول بنانا چاہا، تب اس کو تیس برابر حصّوں میں تقسیم کرلیا۔ یہ تقسیم معنی کے اعتبار سے نہیں بلکہ اس میں صرف آیات کی گنتی کا خیال رکھا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض جگہ پارہ بالکل ادھوری بات پر ختم ہوجاتا ہے۔ پھر سہولت کی خاطر ہر پارے کو چار برابر حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ جسے ربع، نصف اور ثلث کا نام دیا گیا۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن مجید کا جتنا حصہ ہر روز پڑھنے کا معمول بنا لیتے خواہ دن میں پڑھتے یا رات میں اسے "حزب" کہا جاتا اور اس کی دلیل احادیث مبارکہ سے بھی ملتی ہے۔

آج کل جو قرآن مجید سعودی عرب کے زیر اہتمام بہت بڑی تعداد میں نہایت خوبصورتی سے شائع ہوتا ہے اس میں "حزب" لفظ بالکل ایک نئے معنی میں سامنے آیا ہے، انھوں نے ہر پارے کو دو احزاب میں تقسیم کرلیا ہے پھر ان دونوں میں سے ہر حزب چار حصّوں میں منقسم ہے۔ رُبع الحزب، نصفُ الحزب اور پھر ثلاثۃُ ارباعِ الحزب، اس طرح انھوں نے ہر پارے کے آٹھ حصے بنا لیے ہیں۔

کرنیں

ہر حرف میں سو سو کرنیں ہیں ، ہر لفظ میں خوب معانی ہیں
ہے نیّرِ تاباں ہر نقطہ ، سب نکتے کتنے عالی ہیں
یہ کلام ہے خالق کا پیارا ، اور اس کا مخاطَب خیرِ ورٰی
اسے پانے والے صحابہ ہیں ، اور ہم سب اس کے قاری ہیں

(مصعب شاہین)

قرآنِ کریم ایک مکمل ضابطہ حیات

(افضل خان بونیری)

معاشی زبوں حالی ہو، قحط الرجال ہو، معاشرتی زوال ہو یا پھر اغیار کا جبر وتسلط، کون سی چھوٹی بڑی مصیبت ایسی ہے کہ امت مسلمہ آج اس کا شکار نہیں۔ پھر یوں بھی نہیں کہ امت مصلحین سے خالی ہو بلکہ رہنماؤں کی ایک فوج ہے جو خود ساختہ یا ماضی سے مستعار لیے گئے اصلاحی پروگرامز اور تحاریک کو امت سے منوانے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔

لیکن اصلاح کا وہ جامع منہج جو قرآنِ کریم کی صورت میں امت کے پاس موجود ہے، اس سے کما حقہ رہنمائی نہیں لی جا رہی۔ قرآن حکیم ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے اور قرآن حکیم کیسے ہماری اصلاح کرتا ہے؟ آیئے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

قرآن کریم کے پانچ حقوق:

قرآن حکیم کو سامنے رکھ کر اس کے تقاضے جاننے کی کوشش کی جائے تو ہم پر یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ قرآن حکیم کے ہم پر پانچ حقوق ہیں۔

① استماع:

اس کا مقصد یہ ہے کہ قرآن حکیم کو انہماک اور توجہ کے ساتھ یکسو ہو کر سنا جائے اور جب قرآن پاک پڑھا جا رہا ہو تو ہمیں دیگر تمام کام چھوڑ کر اس کی طرف دھیان دینا چاہیے۔ ابتدا میں یہ استماع قرآن مجید کی تلاوت سیکھنے میں بہت مدد و معاون ہوتا ہے اور پھر قرآن میں غور کرنے کے لیے مہمیز کا کام دیتا ہے۔

۲ تلاوت:

جب ہم قرآن مجید کی تلاوت سیکھ لیتے ہیں تو پھر باقاعدگی سے قرآن پاک کی تلاوت کرنا اس کا دوسرا حق ہے۔ اس کی تلاوت روزانہ کا معمول ہو، چاہے تھوڑی ہی ہو۔ اس سلسلے میں علماء نے ایک ضابطہ بتایا ہے کہ سال میں کم از کم دو مرتبہ ضرور قرآن مجید کو مکمل کرنا چاہیے۔

۳ حفظ:

قرآن کریم کا ایک حق یہ بھی ہے کہ ہم اسے اپنے سینوں میں جگہ دیں اور پورا قرآن یا اس کا معتد بہ حصہ زبانی یاد کرنے کی کوشش کریں۔

مذکورہ بالا تینوں حقوق امت میں کسی نہ کسی حد تک پورے کیے جا رہے ہیں، لیکن اس کے بعد جن دو حقوق کا تذکرہ ہم کریں گے ان میں امت حد سے زیادہ غفلت کا شکار ہے اور زوال کی یہی سب سے بڑی وجہ ہے۔

۴ غور و تدبر:

قرآن کریم سے نصیحت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید کے معنی اور مفہوم کو سمجھتے ہوں۔ محض تلاوت، استماع اور حفظ تک ہی قرآن کو محدود کر لینا اور غور و تدبر نہ کرنا ہماری وہ غلطی ہے جس کی سزا میں ہم ایک عرصے سے کس مپرسی کی حالت کا شکار ہیں۔

۵ احکام کی پیروی اور تعمیل:

قرآن مجید کے اصولوں کو اپنی زندگی کا راہنما بنا لینا اور قرآنی احکامات کی من وعن تعمیل کرنا ہی دراصل نزول قرآن کا بنیادی مقصد ہے اور جب تک ہم اس مقصد تک نہیں پہنچتے ہم یوں ہی لٹے پٹے اور بے یار و مددگار رہیں گے۔

قرآنی اصلاح کی پانچ جہات:

انسانی زندگی پانچ پہلوؤں سے اصلاح چاہتی ہے:

① نظریات (عقیدہ):

انسان کا اپنے اور کائنات کے ماضی اور مستقبل کے بارے میں کچھ چیزوں کو ماننا اور ان پر یقین رکھنا نظریہ اور عقیدہ کہلاتا ہے، بلکہ ہر وہ چیز یا بات چاہے وہ محسوس ہو یا غیر محسوس، جس پر انسان کا غیر متزلزل یقین ہو، وہ عقیدہ ہے۔ قرآن کریم نے انسان کی اس سلسلے میں کامل رہنمائی کی ہے۔ قرآن کریم ہمیں جن عقائد کی تعلیم دیتا ہے ان میں سے بنیادی عقائد تین ہیں: توحید، رسالت اور قیامت۔ باقی تمام نظریات ان تینوں سے نکلتے ہیں اور ایک مقام پر آ کر انھی کا حصہ بن جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی مکی سورتوں میں زیادہ تر عقائد کا بیان ہے۔

② عبادات:

عقائد کی روشنی میں اپنے رب کے حضور مخصوص افعال کی بجا آوری عبادت کہلاتی ہے۔ قرآن مجید ہمیں جن عبادات کی تعلیم دیتا ہے، ان میں اہم ترین نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور قربانی ہیں۔ ان عبادات کا مقصد اپنے خالق کے ساتھ ایک خاص تعلق اور ربط پیدا کرنا ہے۔ اللہ رب العزت کی حاکمیت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے سے انسان اپنی فطرت کی تسکین کا سامان کرتا ہے، تمام عبادات کے لیے رہنما آیت سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۶۲ ہے۔

③ معاملات:

خرید و فروخت، تجارت و ملازمت، صنعت و زراعت اور معاہدات وغیرہ معاملات کے ضمن میں آتے ہیں۔ قرآن مجید نے معاملات کی حدود متعین کی ہیں اور ایک دوسرے کے

اموال ناحق کھانے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔اسلام مادیت پرستی کی حوصلہ شکنی اور مذمت کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں پر معاملات کو صاف رکھنے کی پابندی عائد کرتا ہے۔

اس سلسلے میں سورۂ نساء کی آیت نمبر ۲۹ ہماری بہترین رہنمائی کرتی ہے۔

④معاشرت:

انفرادی زندگی کے آداب اور عزیز و اقارب، دوست احباب اور معاشرے کے دوسرے لوگوں کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ بھی ہمیں قرآن مجید بتاتا ہے۔قرآن کریم ہمیں درس دیتا ہے کہ ایک انسان کو ناحق تکلیف پہنچانا پوری انسانیت کو تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے۔ سورۂ حجرات میں بالخصوص معاشرتی احکام کی تاکید کی گئی ہے۔

⑤اخلاق:

انسان اپنی ظاہری زندگی میں جو کچھ کرتا ہے، وہ اس کے اندرونی اخلاق کا عکس ہوتا ہے، لہٰذا قرآن کریم نے انسان پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ تواضع ،ایثار،مروت،سخاوت،شجاعت،تحمل اور بردباری جیسے اخلاقِ حسنہ سے آراستہ ہو اور تکبر،خود پسندی،غصہ،حسد،بغض،بخل، بددلی جیسے برے اوصاف سے خود کو بچائے۔

قرآن کریم نے انسان کو جو اصلاحی دستور دیا ہے وہ رہتی دنیا تک جمیع انسانیت کے لیے فلاح کا واحد ذریعہ ہے۔دیگر ذرائع سے جو ترقی آتی ہے اور جو فلاح دکھائی دیتی ہے وہ محض چند افراد یا طبقات تک محدود رہتی ہے اور انسانوں کی اکثریت اس کی قیمت ادا کرتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو قرآنی دستور حیات پر کما حقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

قرآنِ کریم میں تفکر و تدبر

(امان زرگر)

جس طرح مطالعۂ کائنات دو ابواب یعنی کائناتِ مادی (طبیعات) اور کائنات روحانی (مابعد الطبیعات) پر مشتمل ہے۔ اسی طرح حیاتِ انسانی بھی وجودِ ظاہری اور وجودِ روحانی پر مشتمل ہے۔ انسان کی کامیابی ان کی اصلاح و ہدایت میں مضمر ہے۔ ہدایت کے دو پہلو ہدایتِ نظری اور ہدایتِ عملی ہیں۔ ظواہر کے بجائے حقائق کی معرفت ہدایتِ نظری ہے۔ ہدایتِ عملی انفرادی ہدایت اور اجتماعی ہدایت پر مشتمل ہے۔ انفرادی ہدایت معروفات اور منکرات کی سمجھ بوجھ کا نام ہے جو نفسِ انسانی میں ذات باری تعالیٰ نے خود ہی ودیعت فرما دی ہے۔ خالقِ کائنات فرماتے ہیں:

﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ، فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ـ﴾

(الشمس: ۸،۷)

ترجمہ: ”اور قسم ہے انسانی جان کی اور اس کی جس نے اسے سنوارا، پھر اس کے دل میں وہ بات بھی ڈال دی جو اس کے لیے بدکاری کی ہے اور وہ بھی جو اس کے لیے پرہیزگاری کی ہے۔“

منکرات سے بچنا اور معروفات پر عمل کرنا انفرادی ہدایت ہے۔ اجتماعی ہدایت نسلِ انسانی کے اجتماعی مسائل اور ان کے حل کے حوالے سے ہدایت کی احتیاج کا نام ہے۔ اور مالکِ کائنات کے ہاں سب سے زیادہ اہمیت انسانوں کی اجتماعی فلاح و ہدایت ہی کو حاصل ہے۔

ہدایت کا منبع و محور قرآن مجید ہے۔ نظری اور عملی دونوں طرح کی ہدایت رجوع الی القرآن ہی سے میسر آسکتی ہے۔ فلاحِ انسانی اسی میں ہے کہ وہ کلامِ مجید کی طرف پلٹ آئے اور صاحبِ قرآن اور مجسمِ قرآن جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو اپنا لے۔

اگر انسان اپنی عقل و خرد کی بنیاد پر رشد و ہدایت کا طالب بنے گا تو دنیائے قدیم و جدید کے لاکھوں مفکروں اور فلسفیوں کی مانند بھٹکتا پھرے گا، ایک نظریے کے پیچھے بھاگے گا تو کچھ عرصے بعد دوسرا نظریہ اس کی جگہ لے لے گا۔ بقولِ حافظ شیرازی "شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتابِ ہدایت میں تمام ضروریاتِ انسانی صراحت کے ساتھ یا اشارے کنائے میں بیان فرمادی ہیں۔ باری تعالی فرماتے ہیں:

﴿الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ۔﴾

(هود: ۱)

ترجمہ: "(الٓرٰ) یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتوں کو (دلائل سے) مضبوط کیا گیا ہے، پھر ایک ایسی ذات کی طرف سے ان کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو حکمت کی مالک اور ہر بات سے باخبر ہے۔"

اسی طرح سورۂ یوسف میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔﴾

(یوسف: ۱۱۱)

ترجمہ: ”یقیناً ان کے واقعات میں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لیے بڑا عبرت کا سامان ہے، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو جھوٹ موٹ گھڑ لی گئی ہو، بلکہ اس سے پہلے جو کتابیں آ چکی ہیں، ان کی تصدیق ہے، اور ہر بات کی وضاحت اور جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے ہدایت اور رحمت کا سامان۔“

رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر جب کسی آیت کا نزول ہوتا تو آپ صحابۂ کرام کو اس آیت کی تعلیم فرماتے۔ صحابۂ کرام نہایت ذوق وشوق کے ساتھ تلاوت، حفظ، تفکر و تدبر، عمل اور تبلیغ کا اہتمام فرماتے۔ بعد ازاں تابعین، تبع تابعین اور دیگر اسلافِ امت کا حال بھی یہی رہا۔

تلاوتِ قرآن راہِ ہدایت کی پہلی سیڑھی ہے کہ اسی سے دل میں نورِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور مفاہیم کھلتے ہیں۔ شعب الایمان کی ایک روایت کے مطابق حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِیْ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ۔“

(شعب الایمان، فصل فی ادمان تلاوة القرآن، الرقم:۱۹۶۴)

ترجمہ: ”میری امت کی سب سے افضل عبادت تلاوتِ قرآن ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔﴾

(البقرة:۱۲۱)

ترجمہ: ”جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی، جبکہ وہ اس کی تلاوت اس طرح

کرتے ہوں جیسا اس کی تلاوت کا حق ہے تو وہ لوگ ہی (درحقیقت)
اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کا انکار کرتے ہوں تو ایسے لوگ ہی
نقصان اٹھانے والے ہیں۔"

اسلافِ امت تلاوت کی شرط "حق تلاوته" کے مصداق پر خلوص تلاوت، تدبر اور عمل کرنے والے تھے۔ حق تلاوتہ سے مراد خلوصِ دل کے ساتھ عمل کی نیت سے تلاوت کرنا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور نجاشی نے کتب الٰہیہ کی تلاوت کی اور فلاح پائی کیونکہ یہ آیت انھی کے ضمن میں نازل ہوئی ہے۔

آنحضرت ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

"یا اهل القرآن، لا توسدوا القرآن واتلوه حق تلاوته آناء الليل والنهار وأفشوه، وتغنوه وتدبروا ما فيه لعلكم تفلحون۔"

(شعب الایمان، ادمان تلاوۃ القرآن، الرقم:۱۹۵۱)

ترجمہ: "اے اہل قرآن! اس قرآن کو پس پشت نہ ڈالو، اور اس کی تلاوت کرو جیسا اس کا حق ہے صبح اور شام، اور اس کو پھیلاؤ، اور اسے خوبصورت آوازوں سے پڑھو، اور اس میں تدبر کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

امام راغب اصفہانی تلاوت کا معنی ومفہوم یوں بیان فرماتے ہیں:

"والتلاوة تختص باتباع كتب الله المنزلة تارة بالقراءة وتارة بالارتسام۔"

(المفردات فی غریب القرآن، الراغب الاصفهھانی جلد:1، ص:75)

معلوم ہوا تلاوتِ قرآن سے مراد عمل کی نیت سے قرآن مجید کو پڑھنا ہے۔عمل اسی صورت میں ممکن ہے کہ قرآن میں تفکر و تدبر کیا جائے۔ یہ جاننے کی کوشش کی جائے کہ ذات باری تعالیٰ کو ہم سے کیا مطلوب ہے؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔﴾

(ص،:۲۹)

ترجمہ: ”یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے تم پر اس لیے اتاری ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں اور تا کہ عقل رکھنے والے نصیحت حاصل کریں۔“

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالی نے نزولِ قرآن کا مقصد ہی قرآن میں غور وفکر اور عبرت ونصیحت کا حصول بتایا ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ۔﴾

(المومنون:٦٨)

ترجمہ: ”بھلا کیا ان لوگوں نے اس کلام پر غور نہیں کیا، یا ان کے پاس کوئی ایسی چیز آ گئی ہے جو ان کے پچھلے باپ دادوں کے پاس نہیں آئی تھی۔“

اللہ تعالیٰ کلامِ مجید میں تفکر و تدبر کرنے والوں کے لیے اپنی آیات کو واضح فرما دیتے

ہیں۔ آیتِ کریمہ ہے:

﴿كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔﴾

(یونس:۲۴)

ترجمہ: "اسی طرح ہم نشانیوں کو ان لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔"

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔﴾

(محمد: ۲۴)

ترجمہ: "بھلا کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے، یا دلوں پر وہ تالے پڑے ہوئے ہیں جو دلوں پر پڑا کرتے ہیں۔"

اور

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔﴾

(النساء:۸۲)

ترجمہ: کیا وہ لوگ قرآن میں غور وفکر سے کام نہیں لیتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بکثرت اختلافات پاتے۔"

آیاتِ کریمہ کے اس حکم اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ سے صاف واضح ہے کہ قرآنِ کریم میں غور وتدبر واجب ہے۔

قرآن مجید جس علاقے، جس نبیِ آخر الزماں ﷺ اور جن لوگوں کے درمیان نازل ہوا ان کی زبان عربی تھی اور چونکہ قرآن مجید کتابِ ہدایت ہے، اس کے نازل کرنے کا مقصد

لوگوں کی ہدایت و رہنمائی قرار پایا۔ یہ ہدایت و رہنمائی اسی صورت میں ممکن تھی کہ لوگ اسے پڑھ اور سمجھ سکتے۔ اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔﴾

(زخرف:۳)

ترجمہ: ”ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے، تا کہ تم سمجھ سکو۔“

رسولِ اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا کہ:

﴿وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔﴾

(النحل:۴۴)

ترجمہ: ”اور (اے پیغمبر!) ہم نے تم پر بھی یہ قرآن اس لیے نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کے سامنے اُن باتوں کی واضح تشریح کر دو جو اُن کے لیے اتاری گئی ہیں اور تا کہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔“

رسولِ اکرم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ درحقیقت کلامِ مجید کی عملی تفسیر ہے۔

اسی طرح تا روزِ قیامت قرآن حکیم نے جملہ مسلمانوں کو ایک عام ہدایت دی ہے کہ

﴿فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ۔﴾

(التوبہ:۱۲۲)

ترجمہ: ”لہٰذا ایسا کیوں نہ ہو کہ اُن کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک گروہ (جہاد کے لیے) نکلا کرے، تا کہ (جو لوگ جہاد میں نہ گئے ہوں) وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے محنت کریں۔“

تدبر اور تذکر میں فرق:

فہمِ قرآن کے دو مدارج ہیں: تذکر بالقرآن، تدبر فی القرآن
کلامِ مجید سے نصیحت کا حصول تذکر بالقرآن ہے۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں:
﴿وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ۔﴾
(القمر:۱۷،۲۲،۳۲،۴۰)

ترجمہ: ”اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنادیا ہے۔ اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے۔“

جبکہ تدبر بالقرآن سے مراد کلامِ مجید میں غور وخوض کرنا ہے۔ یہ کام صاحبِ استعداد لوگوں کا ہے۔ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق قرآن کو سیکھ اور سمجھ پاتا ہے۔ یہ ایک بے کراں سمندر ہے جس کی گہرائیوں تک پہنچنا ممکن نہیں۔ قرآن مجید میں تفکر و تدبر کے لیے کچھ امور و علوم میں دسترس ضروری ہے۔ عربی زبان وقواعد کا گہرا اور پختہ علم، ادب سے قابلِ تحسین لگاؤ، فصاحت و بلاغت کا عمیق فہم بالخصوص زمانۂ جاہلیت کے شعراء اور خطباء کے کلام کا تحقیقی مطالعہ، اصطلاحاتِ قرآنیہ کی معرفت اور نظم قرآن کی سمجھ، کلامِ مجید کی ترتیب نزولی اور اسی طرح سورتوں اور آیتوں کا باہمی ربط وغیرہ۔ تاریخِ اسلام کے ممتاز مفسرین نے کم وبیش چودہ علوم کا جاننا ضروری لکھا ہے۔ سائنسی و صنعتی انقلابات اور دورِ حاضر کے سیاسی، معاشرتی اور معاشی تنوع کے باعث اب ان علوم میں اضافہ ہو چکا ہے۔

قرآن کریم کا واضح مقصد ہدایت اور لوگوں کو حق کی رہنمائی کرنا ہے۔ قرآن بھٹکی ہوئی انسانیت کو نجات دلانا اور اسے دنیا و آخرت کی سعادت سے ہمکنار کرنا چاہتا ہے۔ پس ضروری

ہے کہ آفاق و انفس میں علومِ جدیدہ یعنی سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی جن نشانیوں کا انکشاف ہو رہا ہے ان پر احکاماتِ قرآنیہ کی روشنی میں غور وفکر کیا جائے۔ اس طرح حکم الٰہی کی بھی تعمیل ہوگی جو اس نے اپنی آیات میں تدبر اور غور وفکر کرنے کے حوالے سے دیا ہے اور تسخیرِ کائنات کے سلسلے میں کلامِ مجید کے لاریب ارشادات سے کما حقہ استفادہ بھی میسر آئے گا۔ ہر مسلمان اگر تلاوتِ کلامِ پاک کے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھے تو اپنی استعداد کے مطابق فہمِ قرآن کی دولت حاصل کر سکتا ہے۔

قرآن کریم کے مخاطب تمام انسان ہیں۔ تلاوت قرآن کے وقت ضروری ہے کہ ہم اس کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں۔ حسبِ موقع ومحل سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور استغفر اللہ کے کلمات ادا کریں۔ آیات سجدہ پر سجدہ ادا کریں۔ بعد از دعا "آمین" کہیں۔ جہنم کا بیان پڑھیں تو باری تعالیٰ سے پناہ مانگیں، جنت کا تذکرہ پڑھیں تو پروردگارِ عالم سے جنت کا سوال کریں۔

حضرت حذیفہ نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی تو دیکھا کہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھ رہے تھے، جب تسبیح کی آیت سے گزرتے تو سبحان اللہ کہتے، دعا کی آیت پڑھتے تو دعا مانگتے اور جب پناہ مانگنے والی آیت ہوتی تو پناہ مانگتے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل، الرقم: 772)

تلاوت قرآن حسن ترتیل کے خلاف نہ ہو۔ ہمارا مقصد قرآن کو ختم کرنا ہی نہ ہو، بلکہ اس سے کما حقہ استفادہ کرنا بھی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"صاحب قرآن (حافظ قرآن یا ناظرہ خواں) سے کہا جائے گا: پڑھتے

جاؤ اور چڑھتے جاؤ اور عمدگی کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جیسا کہ تم دنیا میں عمدگی سے پڑھتے تھے، تمھاری منزل وہاں ہے، جہاں تم آخری آیت پڑھ کر قراءت ختم کروگے۔“

(ابو داود، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراءۃ، الرقم:۱۴۶۶)

مطالعۂ قرآن کے نتیجے میں تبدیلی بتدریج آتی ہے، تلاوت میں تسلسل اور دوام ضروری ہے۔ تلاوت قرآن میں باقاعدگی اور آداب کا خیال رکھا جائے۔ قرآنِ مجید سے ہمارا تعلق اتنا مضبوط ہو کہ ہماری تمام تر دلچسپیوں اور توجہات کا مرکز یہی ہو۔ تلاوت قرآن ہماری اولین ترجیح ہو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میں مفصل کو ایک رکعت میں پڑھتا ہوں تو انھوں نے فرمایا:

هذا كهذ الشعر، ان اقواما يقرؤون القراٰن لايجاوز تراقيهم ولكن اذا وقع فى القلب فرسخ فيه نفع۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب ترتیل القراءۃ، الرقم:۸۲۲)

ترجمہ: ”(تم) اس طرح جلدی جلدی پڑھتے ہو جس طرح شعر پڑھے جاتے ہیں۔ بے شک کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہیں، مگر قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترتا، (لیکن یاد رکھو!) قرآن مجید جب دل و دماغ میں راسخ و پختہ ہو جائے تبھی نفع دیتا ہے۔“

مطالعۂ قرآن کے لیے موزوں و مناسب جگہ کا اہتمام کیا جائے، بالخصوص خانۂ خدا میں رات کے پچھلے پہر تجلیات الٰہیہ کو سمیٹنے کی کوشش کی جائے۔ تنہائی میں شور و شغب سے دور متعلقہ

آیت کے مطابق کیفیاتِ باطنیہ کے اظہار کے مواقع بہتر انداز میں میسر آتے ہیں۔ آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت بار بار کی جائے کہ اس سے حلاوت دل تک سرایت کرے گی اور معانی و مفاہیم کھلیں گے۔

عمدہ قرأت باعثِ ثواب ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے:

''زینوا القراٰن باصواتکم۔''

(ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب استحباب الترتیل فی القراءۃ، الرقم:۱۴۷۰)

ترجمہ: ''قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کر کے پڑھو۔''

اور ایک روایت میں آپ ﷺ نے تنبیہ بھی فرمائی کہ:

''لیس منا من لم یتغن بالقراٰن۔''

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیی "وأسروا قولکم---" الرقم:۴۴)

ترجمہ: ''جو قرآن کو خوبصورت نہیں پڑھتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

لیکن اپنے دل و دماغ کو محض خوش الحانی کے بجائے تقویٰ اور خشیت الی اللہ کی جانب گامزن رکھا جائے کہ جہاں خوشخبری ہے وہاں وعید بھی سنائی گئی ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اکثر منافقی أمتی قراؤھا۔''

(مسند احمد، مسند الشامین، حدیث عقبۃ ابن عامر، الرقم:۱۷۴۰۵)

ترجمہ: ''میری امت کے اکثر منافق قراء ہوں گے۔''

معمول کے مطابق جو تلاوت کی جائے اس کا ثواب انبیائے کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، صلحائے امت رحمہم اللہ اور جملہ مومنین مرحومین کی ارواح مبارکہ کو پہنچایا

جائے۔ابن السراج کے بارے میں آتا ہے کہ انھوں نے حضور ﷺ کی طرف سے دس ہزار مرتبہ قرآن ختم فرمائے اور اسی کے بقدر قربانی کی ہے۔(شامی: ج ۳،ص ۱۵۲)

تلاوت وفہمِ قرآن کا مقصد فقط رضائے الٰہی کا حصول ہو۔حضرت علامہ ابوالقاسم قشیری فرماتے ہیں:

"اخلاص یہ ہے کہ طاعت سے محض اللہ کا تقرب مقصود ہو دوسری کوئی غرض، مثلاً مخلوق کے لیے تصنع، یا لوگوں کے نزدیک ستائش یا مخلوق کی طرف سے محبوبیت وغیرہ کی تحصیل نہ ہو۔"

(التبیان، ص: ۳۲)

جن الفاظ یا مفاہیم کو ہم سمجھ نہ سکیں، ان کے سمجھنے کے لیے اہل علم سے رجوع کیا جائے۔

آخر میں دست بستہ عرض ہے کہ آج امتِ مسلمہ جس تباہ حالی کا شکار ہے اس کا سبب فقط احکاماتِ قرآنیہ سے روگردانی ہے۔مسلم قوم کے اعمال، اخلاق اور معاملات قرآنی احکامات کے مخالف سمت رواں ہیں۔آیت کریمہ ہے:

﴿وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔﴾

(لفرقان:۳۰)

ترجمہ:"اور رسول (ﷺ) کہیں گے کہ یا رب! میری قوم اس قرآن کو بالکل چھوڑ بیٹھی تھی۔"

اقبال مرحوم سا نبض شناس جب ملتِ اسلامیہ کی زبوں حالی کو دیکھتا ہے تو پکار اٹھتا ہے۔

منزلِ مقصودِ قرآں دیگر است
رسم و آئینِ مسلماں دیگر است

قرآن پاک کی منزل اور اس کا مقصود اور ہے، مگر (آج کل کے) مسلمان کے طور طریقے اور اصولِ حیات مختلف ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لایصلح اٰخر ھذہ الامۃ الا بما اصلح اولھا۔''

(المدخل لابن الحاج، فصل زیارۃ سید الاولین والآخرین، ج:۱، ص:۲۵۸)

ترجمہ: ''یعنی امت مرحومہ کے آخری عہد کی اصلاح کبھی نہ ہو سکے گی تاوقتیکہ وہی طریق اختیار نہ کیا جائے جس سے اس کے ابتدائی عہد نے اصلاح پائی تھی۔''

اور وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ قرآن حکیم کے اصلی و حقیقی معارف کی تبلیغ کرنے والے مرشدین صادقین پیدا کیے جائیں۔

اگر یہ امتِ مرحومہ ادوارِ رفتہ کا عروج واپس دیکھنا چاہتی ہے تو اسے قرآنِ کریم سے اپنے رشتے کو از سرِ نو استوار کرنا ہوگا۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

ترجمہ: اگر مسلمان بن کر زندہ رہنا چاہتے ہو تو قرآن حکیم پر عمل پیرا ہوئے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا"

(اسامہ شیخانی)

قرآن کریم میں کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" (اے ایمان والو!) کہہ کر بڑے پیار بھرے انداز میں ہم سے خطاب فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب تم قرآن کریم میں "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سنو تو کان لگا کر سنا کرو، کیونکہ یا تو کسی بھلائی کا حکم ہوگا یا کسی برائی سے ممانعت ہوگی۔" (تفسیر ابن ابی حاتم، لبقرة، قالرقم:۳۹۳۹)

حضرت خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ جو قرآن میں آپ لوگ "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" پڑھتے ہیں، تورات میں اس کی جگہ "یٰٓاَیُّهَا الْمَسَاکِیْنُ" ہے۔(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزهد، خیثمة، الرقم:۳۵۰۲۴)

قرآن کریم میں ۸۹ مقامات پر "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے خطاب کیا گیا ہے:

٭بقرہ: ۱۰۴، ۱۵۳، ۱۷۲، ۱۷۸، ۱۸۳، ۲۰۸، ۲۵۴، ۲۶۴، ۲۶۷، ۲۷۸، ۲۸۲
٭آل عمران: ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۱۸، ۱۳۰، ۱۴۹، ۱۵۶، ۲۰۰ ٭نساء: ۱۹، ۲۹، ۴۳، ۵۹، ۷۱، ۹۴،
۱۳۵، ۱۳۶، ۱۴۴ ٭مائدہ: ۱، ۲، ۶، ۸، ۱۱، ۳۵، ۵۱، ۵۴، ۵۷، ۸۷، ۹۰، ۹۴، ۹۵، ۱۰۱،
۱۰۵، ۱۰۶ ٭انفال: ۱۵، ۲۰، ۲۴، ۲۷، ۲۹، ۴۵ ٭توبہ: ۲۳، ۲۸، ۳۴، ۳۸، ۱۱۹،
۱۲۳ ٭حج: ۷۷ ٭نور: ۲۱، ۲۷، ۵۸ ٭احزاب: ۹، ۴۱، ۴۹، ۵۳، ۵۶، ۶۹، ۷۰ ٭محمد: ۷،
۳۳ ٭حجرات: ۱، ۲، ۶، ۱۱، ۱۲ ٭حدید: ۲۸ ٭مجادلہ: ۹، ۱۱، ۱۲ ٭حشر: ۱۸ ٭ممتحنہ: ۱، ۱۰، ۱۳
٭صف: ۲، ۱۰، ۱۴ ٭جمعہ: ۹ ٭منافقون: ۹ ٭تغابن: ۱۴ ٭تحریم: ۶، ۸

پچاس احکامات

مرتبین:

❶ محمد اسامہ سَرسَری ❷ افضل خان ❸ مصعب شاہین ❹ عبدالباسط درویش

❺ حریم شاہ ❻ ام ایمن ❼ اخت زین حسن ❽ بنت قریشی مکیہ

❾ عشوینہ علی ❿ لبابہ نذیر ⓫ نزہت وسیم

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے، ہر مسلمان کے لیے اس پیغام کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔اسی میں دنیا کی کام یابی ہے اور اسی میں آخرت کی بھلائی ہے۔

کتنا اچھا ہے وہ مسلمان جو اپنے ہر عمل میں یہ سوچ پیدا کرلے کہ وہ قرآن کریم کی اطاعت میں یہ کررہا ہے، کھاتے وقت یہ سوچے کہ قرآن کریم میں کھانے کا حکم موجود ہے اور پیتے وقت بھی اللہ کے حکم ''اِشْرَبُوْا'' کو ذہن میں رکھے۔

ہماری چوبیس گھنٹے کی عام و خاص مصروفیات سے متعلق جو احکاماتِ الٰہیہ ہیں، آیئے! انھیں قرآن کریم کی نظر سے دیکھیں اور زندگی کے معمولات میں انھیں شامل کریں۔

یوں تو قرآن کریم میں بے شمار اللہ کے احکامات ہیں، ان سب کا چند صفحات میں احاطہ کرنا دشوار ہے، ان میں سے صرف پچاس یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

	حکم	آیت	حوالہ	ترجمہ
❶	اچھی بات کرو	قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا	البقرۃ:۸۳	لوگوں سے بھلی بات کہنا۔
❷	اختلاف احسن طریقے سے کرو	جَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ	النحل:۱۲۵	ان سے بحث ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔
❸	اکڑ کر مت چلو	لَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا	لقمان:۱۸	زمین پر اتراتے ہوئے مت چلو۔
❹	اللہ پر یقین رکھو	وَلْيُؤْمِنُوا بِي	البقرۃ:۱۸۶	اور مجھ پر ایمان لائیں۔
❺	اللہ کو بکثرت یاد کرو	وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيرًا	اٰل عمران ۴۱	اور اپنے رب کا کثرت سے ذکر کرتے رہو۔
❻	اللہ کی بات مانو	فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي	البقرۃ:۱۸۶	وہ میری بات دل سے قبول کریں۔
❼	اللہ کی راہ میں قتال کرو	وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ	البقرۃ:۱۹۰	اور اللہ کے راستے میں جنگ کرو۔
❽	اللہ کی طرف بلاؤ	اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ	النحل:۱۲۵	اپنے رب کے رستے کی طرف دعوت دو۔
❾	ان شاء اللہ کہو	وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ	الکھف: ۲۳، ۲۴	اور (اے پیغمبر!) کسی بھی کام کے بارے میں کبھی یہ نہ کہو کہ میں یہ کام کل کرلوں گا، ہاں (یہ کہو کہ) اللہ چاہے گا تو (کرلوں گا)۔
❿	بدگمانی مت کرو	اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ	الحجرات:۱۲	بہت سے گمانوں سے بچو۔
⓫	برائی سے روکو	وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ	لقمان:۱۷	اور برائی سے روکو۔
⓬	پیو	كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا	الاعراف:۳۱	کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی مت کرو۔

	حکم	آیت	حوالہ	ترجمہ
⓭	توبہ واستغفار کرو	اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ	ھود:۵۲	اپنے پروردگار سے گناہوں کی معافی مانگو، پھر اُس کی طرف رجوع کرو۔
⓮	تیمم کرو	فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا	النساء:۴۳	پھر تم کو پانی نہ ملے تو تیمم کرلو۔
⓯	جاسوسی مت کرو	لَا تَجَسَّسُوْا	الحجرات:۱۲	کسی کی ٹوہ میں نہ لگو۔
⓰	جماعت کے ساتھ نماز پڑھو	وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ	البقرۃ:۴۳	اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔
⓱	حج کرو	اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ	البقرۃ:۱۹۶	حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا پورا ادا کرو۔
⓲	درمیانی رفتار سے چلا کرو	وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ	لقمان:۱۹	اور چال میں اعتدال اختیار کرو۔
⓳	دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو	فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ	التوبۃ:۳۸	دنیوی زندگی کا مزہ آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں، مگر بہت تھوڑا۔
⓴	رزق طلب کرو	فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ	العنکبوت:۱۷	اس لیے رزق اللہ کے پاس تلاش کرو۔
㉑	رمضان کے روزے رکھو	فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ	البقرۃ:۱۸۵	لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینہ پائے، وہ اس میں ضرور روزہ رکھے۔
㉒	زکوٰۃ ادا کرو	اٰتُوا الزَّكٰوةَ	البقرۃ:۴۳	زکوٰۃ ادا کرو۔
㉓	شکر ادا کرو	اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ	لقمان:۱۲	اللہ کا شکر کرتے رہو۔
㉔	شیطان کی بات نہ مانو۔	وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ	البقرۃ:۱۶۸	اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔
㉕	صبح وشام تسبیح کرو	سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا	مریم:۱۱	صبح وشام اللہ کی تسبیح کیا کرو۔

	حکم	آیت	حوالہ	ترجمہ
۲۶	صبر کرو	وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ	لقمان:۱۷	اور تمھیں جو تکلیف پیش آئے اس پر صبر کرو
۲۷	صلح کراؤ	وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا	الحجرات:۹	اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔
۲۸	طعنہ نہ دو	وَلَا تَلْمِزُوْا	الحجرات:۱۱	اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو۔
۲۹	عبادت کرو	فَاعْبُدِ اللّٰهَ	الزمر:۲	اللہ کی عبادت کرو۔
۳۰	علم حاصل کرو	فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	النحل:۴۳ الانبیاء:۷	اب اگر تمھیں علم نہیں ہے تو جو علم والے ہیں ان سے پوچھ لو۔
۳۱	عمرہ کرو	اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ	البقرة:۱۹۶	حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا پورا ادا کرو۔
۳۲	غیبت مت کرو	وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا	الحجرات:۱۲	اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔
۳۳	قرآن پڑھنے سے پہلے شیطان سے پناہ مانگو	اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	النحل:۹۸	جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔
۳۴	قربانی کرو	وَانْحَرْ	الکوثر:۲	اور قربانی کرو۔
۳۵	کپڑے صاف رکھو	وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ	المدثر:۴	اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔
۳۶	کھانا کھاؤ	كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔	البقرة:۵۷	جو پاکیزہ رزق ہم نے تمھیں بخشا ہے (شوق سے) کھاؤ۔

	حکم	آیت	حوالہ	ترجمہ
۳۷	لوگوں سے مت ڈرو، اللہ سے ڈرو	فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ	المائدۃ:۴۴	تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔
۳۸	ماشاءاللہ کہو	وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ	الکھف:۳۹	اور جب تم اپنے باغ میں داخل ہو رہے تھے، اُس وقت تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ۔
۳۹	مدد اللہ سے مانگو	اِسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ	الاعراف:۱۲۸	اللہ سے مدد مانگو۔
۴۰	مذاق نہ اڑاؤ	لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ ......وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ	الحجرات:۱۱	نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں......اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں۔
۴۱	معاف کرو	وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا	النور:۲۲	اور انھیں چاہیے کہ معافی اور درگذر سے کام لیں۔
۴۲	منہ پھلا کر بات نہ کرو	وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ	لقمان:۱۸	اور لوگوں کے سامنے غرور سے اپنے گال مت پھلاؤ۔
۴۳	ناجائز کسی کا مال مت کھاؤ	وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ	البقرۃ:۱۸۸ النساء:۲۹	اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ۔
۴۴	نام مت بگاڑو	وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ	الحجرات:۱۱	اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔
۴۵	نکاح کرو	فَانْكِحُوْا	النساء:۳	پس تم نکاح کرلو۔
۴۶	نماز پڑھو	اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ	البقرۃ:۴۳	نماز قائم کرو۔

	حکم	آیت	حوالہ	ترجمہ
۴۷	نماز سے پہلے وضو کرو	اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ	المائدة:٦	جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں تک (دھولیا کرو)۔
۴۸	نیکی کا حکم کرو	وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ	لقمان:١٧	اور لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو۔
۴۹	نیکی میں آگے بڑھو	فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ	البقرة:١٤٨ المائدة:٤٨	لہٰذا تم نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔
۵۰	والدین سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ	وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا	البقرة:٨٣ النساء:٣٦ الانعام:١٥١ الاسراء:٢٣	اور والدین سے اچھا سلوک کرو۔

بعض سورتوں اور آیتوں کے فضائل

(محمد اسامہ سَرسَری)

شمار	سورت	فضیلت	حوالہ	شمار	سورت	فضیلت	حوالہ
①	سورۂ فاتحہ	افضل سورت ہے۔ ہر بیماری سے شفا ہے۔	ابن حبان دارمی	②	آیت الکرسی	آیاتِ قرآنیہ کی سردار شیطان دور ہوتا ہے۔	ترمذی ترمذی
③	سورۂ بقرہ	شیاطین سے حفاظت	مسلم	④	سورۂ کہف	دو جمعوں کے درمیان نور	حاکم
⑤	سورۂ کہف کی پہلی تین آیات	فتنۂ دجال سے حفاظت	ترمذی	⑥	سورۂ مومن کی تین آیات مع آیت الکرسی	صبح کو پڑھنے سے شام تک اور شام کو پڑھنے سے صبح تک حفاظت۔	ترمذی
⑦	سورۂ ملک	عذابِ قبر سے حفاظت	ترمذی	⑧	آخری تین قل	ہر کام میں کفایت	ابوداؤد
⑨	سورۂ اخلاص	تہائی قرآن کا اجر	بخاری	⑩	معوذتین	بے مثال سورتیں ہیں۔	مسلم

قرآن اور فلاحِ انسانیت

(محمد قاسم سرویا)

فلاحِ انسانیت اور خدمتِ آدمیت اسلام کا طرۂ امتیاز اور مسلمانوں کا بنیادی وصف رہا ہے بلکہ اب بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ یہی وصف عظیم مسلمانوں کی شان اور ہمارا اشعار ہے اور یہ امت خدمت انسانیت ہی کے لیے برپا کی گئی ہے۔

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔﴾

(آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: ”(مسلمانو!) تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لیے وجود میں لائی گئی ہے، تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

اسی طرح ارشاد خداوندی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔﴾

(الحج:۷۷)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! رکوع کرو، اور سجدہ کرو، اور اپنے پروردگار کی بندگی کرو، اور بھلائی کے کام کرو، تاکہ تمھیں فلاح حاصل ہو۔“

اس آیت مبارکہ میں ''الخیر'' سے مرادربِ ذوالجلال کی مخلوق کے ساتھ صلہ رحمی اور اچھے اخلاق سے پیش آنا ہے۔

قرآن کریم میں ربِ کریم کے نیک انسانوں کی ایک اور صفت بیان کی گئی ہے:

﴿وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۔﴾

(الذاریات:۱۹)

یعنی ان کے مالوں میں اس سائل کا حق ہے جو اپنی محتاجی کا اظہار کر کے مدد کا خواستگار ہے اوران محتاجوں کا بھی جو زبان سے اظہار نہ کر سکیں۔

جہنم میں جانے والوں سے جب پوچھا جائے گا کہ تم لوگ جہنم میں کیوں ڈالے گئے تو وہ ایک بدعادت یہ بھی بتائیں گے کہ انسانیت کی خدمت سے غفلت برتتے تھے۔ سورۂ مدثر میں جہنمیوں کا مقولہ ہے:

﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ، وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ۔﴾

(المدثر:۴۳، ۴۴)

ترجمہ: ''وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے، اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔''

تمام مسلمانوں کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ معاشرے میں خیر خواہی کو عام کریں، لوگوں کی محتاجی کو ختم کرنے کی کوشش کریں اور ایسا معاشرہ تشکیل دینے کی مساعی بروئے کار لائیں کہ غریب لوگ بھی بہترین اور باوقار زندگی گزارنے کے قابل ہو سکیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"بیواؤں اور مسکینوں کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو رات کو عبادت کرتا ہو اور دن کو روزہ رکھتا ہو۔"

(صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب فضل النفقۃ علی الاھل، الرقم:۵۳۵۳)

ہمارے پیارے نبی ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ غار حرا سے کچھ پریشان واپس آئے اور اپنی بیوی حضرت خدیجہ سے فرمایا: "مجھے تو اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے۔"

اس موقع پر اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی حوصلہ افزائی یوں فرمائی:

"اللہ آپ کو رسوا نہیں کرے گا اور بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا، کیونکہ آپ تو 'خدمتِ خلق' کرتے ہیں۔"

اور جو بھی خدمت خلق کا اعلیٰ و ارفع کام سرانجام دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمتیں ضرور نچھاور فرماتا ہے۔

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق کی زندگی پر نگاہ ڈالیں تو کبھی آپ کمزوروں کو خرید کر آزاد کر رہے ہیں تو کبھی بیوہ عورتوں کی بکریاں دوہنا آپ کا پسندیدہ عمل بن جاتا ہے، کبھی آپ اپاہجوں کا سالانہ وظیفہ مقرر کرتے دکھائی دیتے ہیں تو کبھی بوڑھی عورت کے گھر میں منہ اندھیرے صفائی کر رہے ہوتے ہیں۔

اسی طرح خلیفۂ ثانی حضرت عمر غریبوں اور مسکینوں کے لیے بیت المال قائم کرتے ہیں اور ضرورت مندوں کے لیے وظائف کا اجراء کرتے ہیں، مہمان خانے تعمیر کرواتے ہیں، کنویں کھدواتے ہیں، لنگر خانے بنواتے ہیں اور راتوں کو خود بازاروں میں گشت کر کے لوگوں کے

حالات سے واقفیت حاصل کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ کی زندگیاں بھی خدمت انسانیت سے بھری پڑی ہیں۔

اسلام ہمیں ایک دوسرے کو نفع پہنچانے، ہمدردی کرنے اور باہمی محبت و خیر خواہی کو عام کرنے کا درس دیتا ہے، کیونکہ دوسروں کے کام آنا، ان کو فائدہ پہنچانا اور ان کی خدمت کرنا شیوۂ پیغمبراں اور صفت انبیاء ہے۔

ہیں وہی لوگ جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

معاشرتی بہتری اور امن وسکون کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا اور دوسروں کا بھلا چاہنا انسانی اور اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى، وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدۃ:۲)

ترجمہ: ”اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو۔“

سورۂ بقرہ کی اس طویل آیت میں اسلامی عقائد، عبادات، معاشرتی فلاح و بہبود اور رفاہِ عامہ کا ایک عالمگیر چارٹر ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ، وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي
الرِّقَابِ، وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ
اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ
الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

(البقرة:۱۷۷)

ترجمہ: "نیکی بس یہی تو نہیں ہے کہ اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر ایمان لائیں، اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کریں، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جب کوئی عہد کرلیں تو اپنے عہد کو پورا کرنے کے عادی ہوں، اور تنگی اور تکلیف میں، نیز جنگ کے وقت، صبر و استقلال کے خوگر ہوں۔ ایسے لوگ ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں، اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔"

آپ ﷺ کی اعلیٰ فکری و عملی تربیت سے صحابۂ کرام نے خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کو حرزِ جاں بنایا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خلفائے راشدین کے دور میں بھی رفاہِ عامہ اور معاشرتی فلاح و بہبود کے بے مثال کام سرانجام دیے گئے، بلکہ وہ رہتی دنیا تک تمام انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ یہ سب کچھ نبی رحمت ﷺ کی تربیت کا فیضان و اثر تھا۔

موجودہ دور میں معاشرتی فلاح و بہبود اور رفاہِ عامہ کی اصطلاح ہر جگہ مستعمل ہے۔ اسے انگلش میں سوشل ویلفیئر (Social Welfare) کہتے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق فلاحِ عامہ کے کاموں میں درج ذیل امور آتے ہیں:

۱ معذور اور فاتر العقل افراد کی حفاظت
۲ اقلیتوں کا احترام
۳ غریبوں اور مسکینوں کی امداد
۴ بوڑھے افراد کی حفاظت و نگہداشت
۵ جرائم پیشہ افراد کی بحالی
۶ جنسی و نفسیاتی مریضوں کا علاج
۷ خواتین کے حقوق
۸ محروم افراد کی دادرسی
۹ منشیات کے استعمال کے خلاف کاوشیں
۱۰ خاندان کے افراد کی اعانت و مدد کرنا
۱۱ نوجوانوں کی بہتری
۱۲ زچہ بچہ کی بہبود
۱۳ یتیموں اور مسکینوں کی امداد
۱۴ ناگہانی حادثات سے بچاؤ اور امداد
۱۵ معاشرے کی مجموعی ترقی کی کاوشیں
۱۶ نفسیاتی امراض کی روک تھام
۱۷ تعلیمی میدان میں بہتری و راہنمائی
۱۸ مہاجرین کی آبادکاری اور امداد
۱۹ فقراء کے مسائل حل کرنا
۲۰ فلاح و بہبود کے اجتماعی کاموں میں تعاون

مندرجہ بالا امور، جن پر عصر حاضر میں رفاہِ عامہ کی بنیاد قائم ہے، ان کو ہم جب عہدِ نبوی اور اسلامی ریاستوں کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رفاہِ عامہ اور معاشرتی فلاح و بہبود کا آغاز آج سے چودہ سو سال پہلے ہو گیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت و مساوات، تعاون و ہمدردی اور رفاہِ عامہ کے فکری و تربیتی اقدامات کے ساتھ ساتھ عملی اقدامات فرما کر، ایک فلاحی و رفاہی ریاست کا نظام تشکیل دیا۔ نیز اسی رفاہی منہج پر خلفائے راشدین اور اموی و عباسی خلفاء نے ایک جامع و مفید ریاست کا نظام ترتیب دے کر اسلامی معاشرے کو

باوقار بنایا۔ جس میں مندرجہ بالا بیس موضوعات سے بڑھ کر فرائض و امور شامل تھے، جن میں فقط انسانوں کی فلاح و بہبود ہی نہیں، بلکہ حیوانوں کے لیے بھی ایسے اقدامات کیے گئے تھے کہ جس سے حقیقی بہبودی نظام کا پتہ چلتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ کونسا مسلمان بہتر ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''من سلم المسلمون من لسانه ویده۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان تفاضل الإسلام وأی أموره أفضل، الرقم:۶۴)

ترجمہ: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہوں۔''

ہم اگر کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو کم از کم ہمیں کسی کو تکلیف بھی نہیں پہنچانی چاہیے۔ یہ دنیا امن و سکون کا گہوارہ بن سکتی ہے، اگر تمام لوگوں میں خیر خواہی اور فلاحِ انسانیت کا جذبہ عام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا خصوصی رحم و کرم اور فضل نازل فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

رباعی

(محمد طارق زماں)

اتنا مبہم سا یہ سویرا کیوں ہے؟
اب بھی تاریکی کا بسیرا کیوں ہے؟
رکھ کر اب جزدان میں سورج سب لوگ؟
پوچھا کرتے ہیں یہ اندھیرا کیوں ہے؟

قطعہ

(قمر آسی)

خلّاقِ ہر جہاں کی ہے لاریب یہ کتاب
ذرّہ برابر اس میں نہیں کوئی شک جناب!
قرآن پر رکھے گا جو اعمال کی اساس
اس کو نوازا جائے گا محشر میں بے حساب

قرآن کریم میں عورت کے حقوق

(ناز ہاشمی)

عورت بحیثیت مکمل انسان:

پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے: ”مجھے دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔“

(مسند احمد، مسند انس بن مالك، الرقم:۱۴۴۰۱)

اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ عورت سے بیزاری اور نفرت کوئی زہد وتقویٰ کی دلیل نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے نکاح کو سنت قرار دیا گیا ہے۔

اسلام نے عورت پر سب سے پہلا احسان یہ کیا کہ عورت کی شخصیت کے بارے میں مرد وعورت دونوں کی سوچ اور ذہنیت کو بدلا۔ انسان کے دل ودماغ میں عورت کا جو مقام ومرتبہ اور وقار ہے اسے متعین کیا۔ اس کے سماجی، تمدنی، اور معاشی حقوق کا فرض ادا کیا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔﴾

(النساء:۱)

ترجمہ: ”اللہ نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی۔“

یہاں پر مرد کے لیے اس کی مردانگی قابلِ فخر نہیں ہے اور نہ عورت کے لیے اس کی نسوانیت باعثِ عار۔ یہاں مرد اور عورت دونوں کا انحصار "انسان" پر ہے اور انسان اپنی خلقت اور صفات کے لحاظ سے فطرت کا عظیم شاہکار ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔﴾

(التین:۴)

ترجمہ: "ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے۔"

عورت کی اہمیت:

ایک عورت بیوی کی حیثیت سے اپنے شوہر کے گھر کی ملکہ ہے اور اس کے بچوں کی معلمہ و مربیہ ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔﴾

(البقرۃ:۱۸۷)

ترجمہ: "وہ تمھارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔"

یعنی کہ تم دونوں کی شخصیت ایک دوسرے سے ہی مکمل ہوتی ہے۔ تم ان کے لیے باعثِ حسن و آرائش ہو تو وہ تمھارے لیے زینت و زیبائش، غرض دونوں کی زندگی میں بہت سے تشنہ پہلو ہوتے ہیں جو کہ ایک دوسرے کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتے۔

عورت کی معاشی حیثیت:

دنیا کے تمام سماجوں اور نظاموں نے عورت کو معاشی حیثیت سے بہت ہی کمزور رکھا، سوائے اسلام کے، پھر اس کی یہی معاشی کمزوری اس کی مظلومیت اور بے چارگی کا سبب بن گئی۔ مغربی تہذیب نے عورت کی اسی مظلومیت کا مداوا کرنا چاہا اور عورت کو گھر سے باہر نکال کر فیکٹریوں اور دوسری جگہوں پر کام پر لگا دیا۔

اسلام نے عورت کا نان ونفقہ ہر حال میں مرد کے ذمہ رکھا ہے۔ اگر بیٹی ہے تو باپ کے ذمہ، بیوی ہے تو شوہر پر اور بوڑھی ماں ہے تو جوان بیٹے کے ذمہ اس کا نان ونفقہ واجب کر دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتَاهُ اللّٰهُ۔﴾

[الطلاق:۷]

ترجمہ: ”ہر وسعت رکھنے والا اپنی وسعت کے مطابق نفقہ دے۔ اور جس شخص کے لیے اس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو، تو جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے، وہ اسی میں سے نفقہ دے۔“

اسی طرح عورت کا حقِ مہر ادا کرنا مرد پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا۔﴾

(النساء:۴)

ترجمہ: ”اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دیا کرو۔ ہاں! اگر وہ خود اس کا کچھ حصہ خوش دلی سے چھوڑ دیں تو اسے خوشگواری اور مزے سے کھالو۔“

وراثت میں عورت کا حصہ:

وراثت کی بات کی جائے تو بعض مذہبوں کے پیشِ نظر وراثت میں عورت کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ لیکن ان مذہبوں اور معاشروں کے برعکس اسلام نے وراثت میں عورتوں کا باقاعدہ حصہ دلوایا۔ اس کے لیے قرآن میں ہے:

﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ۔﴾

(النساء:۱۱)

ترجمہ: ”مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔“

یعنی عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے، اسی طرح وہ باپ سے، شوہر سے، اولاد سے اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے باقاعدہ وراثت کی حق دار ہے۔

عورت کو مہر یا وراثت سے جو کچھ مال ملے، وہ پوری طرح سے اس کی مالک ہے، کیوں کہ اس پر کسی بھی طرح کی معاشی ذمہ داری نہیں ہے، بلکہ وہ سب سے حاصل کرتی ہے، اس لیے یہ سب اس کے پاس محفوظ ہے۔

اس طرح عورت کی مالی حالت (اسلامی معاشرے میں) اتنی مستحکم ہوجاتی ہے کہ کبھی کبھی مرد سے زیادہ بہتر حالت میں ہوتی ہے۔

لیکن اس کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے، چاہے وہ کمائے یا نہ کمائے۔

عورت کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم:

اسلام میں معاشرتی حیثیت سے عورتوں کو کتنا بلند مقام حاصل ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ معاشرت کے باب میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر مرد کو مخاطب کرکے یہ حکم دیا ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔﴾

(النساء:۱۹)

ترجمہ: ”اور ان کے ساتھ بھلے انداز میں زندگی بسر کرو، اور اگر تم انھیں پسند نہ کرتے ہو تو یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔“

حتیٰ کہ مطلقہ عورت کے بارے میں بھی صاف طور پر یہ حکم دیا گیا ہے:

﴿وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا۔﴾

(البقرۃ:۲۳۱)

ترجمہ: ”اور انھیں ستانے کی خاطر اس لیے روک کر نہ رکھو کہ ان پر ظلم کرسکو۔“

انصاف کی بات:

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو ان کے حقوق دیے ہیں اور عورتوں کو بھی ان کے پورے پورے

حقوق دیے ہیں، کسی کے ساتھ ناانصافی کا معاملہ نہیں کیا گیا، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِّلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔﴾

(النساء:۳۲)

ترجمہ: ”اور جن چیزوں میں ہم نے تم کو ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے، ان کی تمنا نہ کرو، مرد جو کچھ کمائی کریں گے ان کو اس میں سے حصہ ملے گا اور عورتیں جو کچھ کمائی کریں گی ان کو اس میں سے حصہ ملے گا۔ اور اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو، بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

اس آیتِ کریمہ نے یہ اصول واضح فرما دیا کہ جو باتیں انسان کے اختیار سے باہر ہیں ان میں اللہ نے کسی شخص کو کسی اعتبار سے فوقیت دے رکھی ہے اور کسی کو کسی اور حیثیت سے، مثلاً کوئی مرد ہے، کوئی عورت، کوئی زیادہ طاقت ور ہے، کوئی کم، کسی کا حسن دوسرے کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ یہ چیزیں چونکہ انسان کے اختیار میں نہیں ہیں، اس لیے ان کی تمنا کرنے سے فضول حسرت ہونے کے سوا کوئی فائدہ نہیں ہے، لہٰذا ان چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے اور ان چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جو شخص جیسا عمل کرتا ہے ویسا ہی نتیجہ ظاہر ہوتا ہے، اس میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(آسان ترجمہ قرآن، حاشیہ ۲۷، ج۱، ص ۲۶۳)

ان تمام احکامات اور نصیحتوں کی روشنی میں ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو کتنا پیارا اور پاکیزہ مقام و مرتبہ عطا کیا ہے۔

سبعہ احرف

(نزہت وسیم)

حدیث مبارکہ ہے:

ان ھذا القراٰن انزل علی سبعة احرف فاقرؤوا ما تیسر منه۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن۔۔۔الرقم:۴۷۰۶)

ترجمہ: "یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، پس ان میں سے جو تمھارے لیے آسان ہو اس طریقے سے پڑھ لو۔"

سات حروف سے کیا مراد ہے؟ اس میں اختلاف ہے، لیکن محققین علمائے کرام کا راجح ترین قول یہ ہے کہ قرآن مجید کی قراءت وتلاوت میں سات نوعیت کے اختلاف ہیں انھی کو سبعہ حروف کہتے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

① اسماء کا اختلاف: واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر وتانیث کا اختلاف۔ مثلاً: ایک قراءت میں تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ ہے اور دوسری قراءت میں تَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ۔

② افعال کا اختلاف: کسی قراءت میں صیغہ ماضی ہے، کسی میں مضارع اور کسی میں امر۔ مثلاً: ایک قراءت میں رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا ہے اور دوسری میں رَبُّنَا بَعَّدَ بَيْنَ اَسْفَارِنَا۔

③اعراب کا اختلاف: مثلاً: لَا يُضَارَّ كَاتِبٌ کی جگہ لَا يُضَارُّ كَاتِبٌ اور ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ کی جگہ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ۔

④الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف: مثلاً: ایک قراءت میں تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور دوسری میں تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ۔

⑤تقدیم و تاخیر کا اختلاف: مثلاً وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ اور وَجَآءَت سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ۔

⑥بدلیت کا اختلاف: مثلاً نُنْشِزُهَا اور نَنْشُرُهَا، نیز فَتَبَيَّنُوْا اور فَتَثَبَّتُوْا، اور طَلْحٍ اور طَلْعٍ۔

⑦لہجوں کا اختلاف: جس میں تفخیم، ترقیق، امالہ، مد، قصر، ہمس، اظہار اور ادغام وغیرہ کے اختلافات داخل ہیں، لفظ تو نہیں بدلتا لیکن اس کے پڑھنے کا طریقہ بدل جاتا ہے۔

مثلاً: مُوْسٰی کو ایک قراءت میں مُوْسَیٰ کی طرح پڑھا جاتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سبعہ حروف کی تمام قسموں کو مصاحف عثمانی میں اس صورت جمع کیا کہ ان پر نقطے اور اعراب نہیں لگائے۔

(ماخوذ از علوم القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب)

☆☆☆

مخصوص نام والی آیاتِ قرآنیہ

مرتبین:

❶ سلمان راٹھور ❷ محمد اسامہ سَرسَری ❸ عبد الباسط درویش

❹ حریم شاہ ❺ بنت قریشی مکیہ ❻ زینی خان

❼ عشوینہ علی ❽ نازیہ نزی ❾ نزہت وسیم

قرآن کریم کی کچھ آیات ایسی ہیں جن کے نام بھی مقرر یا منقول ہیں۔

آیات اور ان کی وجہ تسمیہ درج ذیل ہے:

① تسمیہ:

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔﴾

وجہ تسمیہ: تسمیہ عربی زبان میں باب تفعیل کا مصدر ہے، جس کا مطلب ہے بسم اللہ کہنا۔

② آیت الکرسی:

﴿اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ...... الاٰیۃ۔﴾

(البقرۃ:۲۵۵)

وجہ تسمیہ: اس آیت کے اندر لفظ "الکرسی" کی وجہ سے اسے "آیت الکرسی" کہا جاتا ہے۔

③ آیت ابتلائے ابراہیم:

﴿وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ...... الاٰیۃ۔﴾

(البقرۃ:۱۲۴)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آزمائش اور ان کا اس

آزمائش پر پورا اترنے کا بیان ہے۔

④ <u>آیتِ بِر:</u>

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ .... الاٰية۔﴾

(البقرۃ:۱۷۷)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں نیکی کا ایک جامع تصور دیا گیا ہے۔

⑤ <u>آیتِ مداینہ یا آیتِ دَین:</u>

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ .... الاٰية۔﴾

(البقرۃ:۲۸۲)

وجہ تسمیہ: مداینہ کا مطلب ہے قرض کا معاملہ کرنا، اس آیت میں ادھار کے کچھ احکامات کا ذکر ہے، اس لیے اسے "آیتِ مداینہ" کہتے ہیں۔

⑥ <u>آیت مباہلہ:</u>

﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ .... الاٰية۔﴾

(آل عمران:۶۱)

وجہ تسمیہ: مباہلہ اسے کہتے ہیں کہ جب فریقین میں کسی معاملے کے حق یا باطل ہونے میں اختلاف ہو اور دلائل سے وہ ختم ہوتا نظر نہ آتا ہو تو دونوں بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کریں کہ یا اللہ! ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اس پر لعنت فرما، اس آیت میں اسی مباہلے کا ذکر ہے۔

⑦ <u>آیتِ رباط:</u>

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا .... الاٰية۔﴾

(آل عمران:۲۰۰)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں رباط اور مرابطہ یعنی جمے رہنے کا حکم ہے۔

⑧ آیتِ مواریث:

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ...... الاٰية۔﴾

(النساء:۱۱)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں وراثت کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

⑨ آیتِ محرمات:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ ...... الاٰية۔﴾

(النساء:۲۳)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں محرّمات کا ذکر ہے (یعنی جن سے نکاح حلال نہیں)۔

⑩ آیتِ کلالہ:

﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ، قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ...... الاٰية۔﴾

(النساء:۱۷۶)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں کلالہ (یعنی جس کے نہ والدین زندہ ہوں، نہ اولاد) کے احکامِ وراثت بیان ہوئے ہیں۔

⑪ آیت اکمال:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ ...... الاٰية۔﴾

(المائدة:۳)

وجہ تسمیہ: یہ آخری آیت ہے جو کہ دین کے مکمل ہوجانے کی اطلاع دے رہی ہے۔

⑫ **آیتِ وضوو آیتِ تیمم:**

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ ......الاٰیة۔﴾

(المائدة:٦)

وجہ تسمیہ: اس آیت کے پہلے حصے میں وضو کا حکم ہے اور آخری حصہ میں تیمم کا حکم ہے۔

⑬ **آیتِ محاربۃ:**

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ......الاٰیة۔﴾

(المائدة:٣٣)

وجہ تسمیہ: فساد پھیلانے والوں کی سزا سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی، فساد پھیلانے والے گویا اللہ اور اس کے رسول سے محاربہ (جنگ) کررہے ہوتے ہیں۔

⑭ **آیتِ تبلیغ:**

﴿یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ......الاٰیة۔﴾

(المائدة:٦٧)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔

⑮ **آیتِ کفارۂ یمین:**

﴿لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِكُمْ ......الاٰیة۔﴾

(المائدة:٨٩)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں یمین (قسم) کے کفارے کا بیان ہے۔

⑯ **آیتِ سیف:**

﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ......الاٰیة۔﴾

(التوبة:٥)

وجہ تسمیہ: سیف تلوار کو کہتے ہیں، آیت میں مشرکین کے خلاف جہاد کا حکم ہے۔

⑰ آیتِ شفا:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ.......الاٰیۃ۔﴾

(الاسراء:۸۲)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں قرآن کریم کی آیات کا باعثِ شفا ہونا مذکور ہے۔

⑱ آیتِ لعان:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ.......الاٰیۃ۔﴾

(النور:۶، ۷، ۸)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں لعان کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

⑲ آیتِ نور:

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.......الاٰیۃ۔﴾

(النور:۳۵)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں نور کا ذکر ہے۔

⑳ آیتِ فطرت:

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ، فِطْرَتَ اللّٰهِ.......الاٰیۃ۔﴾

(الروم:۳۰)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں فطرت کا ذکر ہے۔

㉑ آیتِ تطہیر:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ.......اٰیۃ۔﴾ (الاحزاب:۳۳)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں اہل بیت کی پاکیزگی کا بیان ہے۔

㉒ آیتِ درود:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ......الاٰية۔﴾

(الاحزاب:۵۶)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم ہے۔

㉓ آیتِ حجاب:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ......الاٰية۔﴾

(الاحزاب:۵۹)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں مومن عورتوں کے لیے پردے (حجاب) کا حکم ہے۔

㉔ آیتِ اخوت:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ......الاٰية۔﴾

(الحجرات:۱۰)

وجہ تسمیہ: اخوہ جمع ہے اخ (بھائی) کی، آیت میں مومنین کو باہم بھائی بھائی قرار دیا ہے۔

㉕ آیتِ ظہار:

﴿اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ......الاٰية۔﴾

(المجادلة:۲)

وجہ تسمیہ: اس آیت میں ظہار کا بیان ہے۔

☆☆☆

دس اہم کتب کا تعارف

مرتبین:

❶ محمد اسامہ سَرسَری ❷ حافظ نجم الدین سومرو ❸ صہیب حسن
❹ نزہت وسیم ❺ بنت قریشی مکیہ ❻ نازیہ نزی

① الاتقان فی علوم القرآن

مؤلف:

علامہ جلال الدین سیوطی

اردو ترجمہ:

محمد حلیم صاحب انصاری

خصوصیات:

اسّی (۸۰) انواع پر مشتمل قرآنی علوم و معارف کا بیش بہا خزانہ ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے زمانے تک لکھی جانے والی بے شمار کتب سے استفادہ کرکے یہ کتاب تحریر کی ہے، جن کا ذکر انھوں نے اس کتاب کے مقدمے میں کیا ہے۔ نویں صدی ہجری سے آج تک علوم القرآن اور تفسیر القرآن وغیرہ کے لیے مصنفین اس کتاب سے استفادہ کررہے ہیں۔

۲ بیان القرآن

مؤلف:

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب

خصوصیات:

قرآن مجید کا آسان اور سلیس ترجمہ جو بامحاورہ ہونے کے باوجود الفاظِ قرآنی سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ جس مضمون پر توضیح کی ضرورت ہے وہاں "ف" لکھ کر اس کی تحقیق وضاحت کی گئی ہے۔ لطائف ونکات یا طویل وعریض حکایات وفضائل اور فقہی احکام کی تفصیلات سے تفسیر کو طویل نہیں کیا گیا۔ اختلاف میں صرف مذہبِ حنفی کو لیا گیا اور دوسرے مذاہب بشرطِ ضرورت حاشیے میں لکھے گئے ہیں۔ افادۂ خواص کے لیے ایک حاشیہ عربی میں ہے جس میں غیر مشہور لغات، وجوہِ بلاغت، مغلق تراکیب، خفی استنباط، فقہیات وکلامیات اور اسبابِ نزول وغیرہ پر گفتگو کی گئی ہے۔ نہایت عالمانہ تفسیر ہے۔

۳ اضواء البیان فی تفسیر القرآن بالقرآن

مؤلف:

محمد الامین بن محمد المختار الشنقیطی (المتوفی: ۱۰ جنوری ۱۹۷۴ء)

خصوصیت:

تفسیر القرآن بالقرآن کا اسلوب اپنایا گیا ہے، اس موضوع پر یہ ایک منفرد اور انوکھی تفسیر ہے۔ البتہ جہاں مفسر رحمہ اللہ کو تفسیر کرنے کے لیے کوئی آیت نہیں ملی، وہاں صحیح احادیث اور اقوالِ سلف سے تفسیر کی ہے۔ ذاتی رائے سے اجتناب کیا ہے۔

④ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا

مؤلف:

ڈاکٹر ذوالفقار کاظم صاحب

خصوصیت:

قرآن حکیم سے متعلق بھرپور معلومات پر مشتمل مفصل اور ضخیم کتاب ہے۔نوسو سے زائد صفحات میں سوالاً جواباً طرزِ تحریر اختیار کیا گیا ہے۔تاریخ قرآن،نزول قرآن، مقامات نزول، اسماء القرآن، قصص القرآن، علوم القرآن، احکام و مضامین، غرض بے شمار موضوعات اور قرآنی معلومات مذکور ہیں۔

⑤ معارف القرآن

مؤلف:

مفتی محمد شفیع صاحب

خصوصیات:

آٹھ جلدوں پر مشتمل اردو زبان میں مفصل تفسیرِ قرآن ہے۔

قرآن مجید کا ترجمہ شیخ الہند محمود الحسن صاحب کا ہے، مکمل تفسیر وتشریح سے پہلے خلاصۂ تفسیر جو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی تفسیر "بیان القرآن" سے ماخوذ ہے، اس کے بعد احکام و مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ خاص طور پر موجودہ زمانے کے نت نئے مسائل کے بارے میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔

⑥علوم القرآن

مؤلف:

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

خصوصیات:

فہم قرآن کے لیے علوم القرآن سے واقف ہونا ضروری ہے۔علوم القرآن میں تفسیر کے اصول ومبادی واضح کیے جاتے ہیں۔حقیقتِ وحی،نزولِ قرآن،ترتیب وتدوین قرآن،مکی و مدنی سورتوں کی پہچان،شانِ نزول،ناسخ ومنسوخ،مضامینِ قرآن،تفسیر کے اصول وآداب اور کتابُ اللہ کو سمجھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ علوم القرآن میں اس قسم کے سوالات کا احاطہ کیا جاتا ہے۔یہ کتاب درحقیقت طویل اردو تفسیر معارف القرآن کا مقدمہ لکھنے سے شروع ہونے والی تحریر ہے،جوان سب موضوعات پر تفسیری مباحث کے سبب طویل ہوکر ایک مکمل کتاب بن گئی ہے۔فہم قرآن کے سلسلے میں عہد حاضر میں مغربی افکار کے زیر اثر ان موضوعات پر جو سوال اٹھتے ہیں ان کے حل کے لیے بھی یہ کتاب بے حد مدومعاون ہے۔

⑦اشاریہ مضامین قرآن

مؤلف:

شمس العلماء مولانا سید ممتاز علی صاحب

خصوصیات:

یہ آیاتِ قرآنی کا ایک مبسوط اشاریہ ہے جو معانی ومطالب کے اعتبار سے مرتب کیا گیا

ہے ۔قرآن مجید میں ایک موضوع ایک ہی مقام پر بیان نہیں ہوا، بلکہ ایک عنوان پر روشنی ڈالنے والی متعدد آیات مختلف مقامات پر ملتی ہیں ۔اس کتاب میں نہایت جانفشانی اورعرق ریزی سے پانچ ہزار سے زائد عنوانات کا تعین کیا گیا ہے جو قرآن مجید کی جملہ آیات سے قائم ہو سکتے ہیں اور پھر ان کے ذیل میں آنے والی تمام آیات ایک مقام پر جمع کر دی گئی ہیں اور ساتھ ساتھ ان کا ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔ یہ کتاب سات حصوں (عقائد،احکام، رسالت،معاد،اخلاق،بدءالخلق،قصص) پر مشتمل ہے۔

⑧ تحفۂ حفاظ

افادات:

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب رحمہ اللہ

حکیم الاسلام مولانا قاری طیب قاسمی صاحب رحمہ اللہ

مفکرِ اسلام سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ

خصوصیات:

۴۶۵ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مختلف تصنیفات سے استفادہ کر کے لکھی گئی ہے ۔نو ابواب پر مشتمل ہے۔جن میں تعارفِ قرآن،حفظِ قرآن وحفاظِ کرام کی فضیلت،تلاوتِ قرآن کی اہمیت،عشاقِ قرآن کے نادر واقعات اور برصغیر کے معروف قرائے کرام کے واقعات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔حفاظ اور قراء حضرات کے لیے یہ کتاب کسی خزانے سے کم نہیں۔

⑨ پاکستان کا اردو تفسیری ادب

مؤلف:

ڈاکٹر عاصم نعیم صاحب

خصوصیات:

یہ کتاب ایک طرح کا انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں قیام پاکستان سے تا حال، تمام مستند و غیر مستند اردو تفسیری خدمات کو یکجا کر دیا گیا ہے، یہاں تک کہ اس میں غیر مسلموں کی جانب سے کی گئی تفاسیر کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ قیام پاکستان سے اب تک تفسیر قرآن پر کیا کام ہوا ہے، کس طرز کی تفاسیر سامنے آئی ہیں، مشہور تفاسیر، غیر مشہور تفاسیر، مسلکی تفاسیر، دروس قرآن کے حلقے، جدید تفاسیر، متجد دانہ تفاسیر، سائنسی تفاسیر، اس کتاب میں ان سب کا احاطہ کیا گیا ہے۔

⑩ قرآنی دائرۃ المعارف

فضائل حفاظ القرآن مع علوم وقصص واخلاق حملۃ القرآن

مؤلف:

مولانا محمد طاہر رحیمی صاحب

خصوصیت:

۱۳۳۴ صفحات میں آیات، سورتوں اور حفظ کے فضائل پر بے شمار احادیث نقل کی گئی ہیں۔ حفاظ کے سینکڑوں واقعات اور قرآن کریم کے متعلق بے شمار معلومات یکجا کی گئی ہیں۔

قرآن مجید میں مذکور خواتین کے قصے

(نزہت وسیم)

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے عبرت ونصیحت کے لیے پہلی قوموں کا تذکرہ اور مختلف انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات بیان کیے ہیں، جن میں عورتوں کے قصے بھی ہیں۔ اللہ تعالی کا خطاب مردوزن دونوں سے ہے، البتہ بوقت ضرورت خواتین کو بھی مخاطب کر کے احکام ومسائل بیان کیے گئے ہیں۔ ایک طویل سورت "النساء" کے نام سے ہے۔ پورے قرآن مجید میں صرف ایک خاتون "مریم" کا نام مذکور ہے، ان کے علاوہ تمام قصص وواقعات نام لیے بغیر اشارۃً ذکر کیے گئے ہیں۔ ان کے نام یا تو احادیث صحیحہ سے ملتے ہیں یا کتبِ سابقہ اور اسرائیلی روایات سے۔

(۱) حضرت حواء علیہا السلام:

خاتون اوّل جن سے موجودہ نسل انسانی کا آغاز ہوا "حوا" کے نام سے معروف ہیں۔ قرآن مجید میں انھیں زوجۂ آدم کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تسکین کے لیے انھیں تخلیق کیا۔ قصۂ آدم وابلیس میں تین جگہ زوجۂ آدم کا ذکر ملتا ہے۔

ممنوعہ پھل کھانے کی لغزش سے لے کر توبہ کرنے اور جنت سے زمین پر اتارے جانے کے سفر میں وہ حضرت آدم علیہ السلام کی ہم رکاب رہیں۔

(سورۃ البقرۃ، سورۃ الاعراف، سورۃ طٰہ)

۲ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ:

قرآن کریم میں انھیں "امرأۃ عمران" کہا گیا۔ انھوں نے بیٹے کی پیدائش پر اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دینے کی منت مانی۔ جب ان کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی، تب بھی ان کے پایۂ استقلال میں لغزش نہ آئی۔ اپنی بیٹی اور اس کی اولاد کے لیے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہوئے اسے اللہ کے حوالے کر دیا۔ بے شک اس قصے میں مومن ماں کا اپنی اولاد کے متعلق ارادہ، استقامت، حفاظت، بھروسا اور دعا قابلِ تقلید اوصاف ہیں۔

(سورۃ آل عمران)

۳ حضرت مریم علیہا السلام:

حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ ان کا قصہ مومن عورت کی بندگی، اطاعت، بزرگی اور شان کا مظہر ہے۔ اس واقعے میں ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین اور اللہ تعالیٰ کی نصرت بے موسمی پھلوں کی شکل میں دکھائی دیتی ہے۔ جوانی و تنہائی میں ایک خوبصورت نوجوان فرشتے کو دیکھ کر اپنی عصمت کی حفاظت کے لیے بے چین ہو جانا ان کی باحیا شخصیت کے مضبوط پہلو کو نمایاں کرتا ہے۔ فرشتے کی تسلی کے باوجود قوم میں رسوائی کا ڈر اور ان کی خواہش کہ کاش! میں اس وقت کے آنے سے پہلے مر کر بھولی بسری داستان بن گئی ہوتی، اس بات کا اظہار ہے کہ عورت کے لیے عزت و عصمت کا تحفظ کتنی اہمیت رکھتا ہے، ان سب باتوں کے باوجود بغیر باپ کے بیٹے کی پیدائش کے معجزے پر ان کی استقامت اور سکون انتہائی حیرت انگیز ہے۔ لوگوں کے سوال کرنے پر وہ گود کے بچے کی طرف اشارہ کرتی ہیں:

"اس سے پوچھ لو، اس بچے کو کس نے پیدا کیا ہے؟" یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں انھیں "صدیقہ" کا لقب دیا گیا ہے۔

(سورۃ آل عمران، سورۃ المائدۃ، سورۃ مریم)

④ عزیزِ مصر کی بیوی:

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو احسن القصص کہا گیا۔ اس قصے میں "امرأۃ عزیز" کے نام سے ایک خاتون کا ذکر ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوب صورتی اور حسن دیکھ کر انھیں بہکانے کی کوشش کرتی ہے۔ شہر کی عورتیں چہ مگوئیاں کرتی ہیں کہ دیکھو صاحب مال و اقتدار ہو کر اس کا دل اپنے خادم پر آ گیا ہے۔ درحقیقت وہ بھی یوسف کا حسن و جمال دیکھنے کے لیے بے تاب ہوتی ہیں۔

بالآخر جب عزیزِ مصر کی بیوی اور ان عورتوں کے مکر و فریب کا پردہ چاک ہوتا ہے تو سبق ملتا ہے کہ حق کو باطل کے پردے میں چھپایا نہیں جا سکتا اور آخر کار سچ غالب آ کر رہتا ہے۔

(سورۃ یوسف)

⑤⑥ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور بہن:

قرآن کریم کا ایک قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ، بہن اور ان کی پرورش کرنے والی خاتون یعنی فرعون کی بیوی کے گرد گھومتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے انھیں قتل سے بچانے کے لیے تابوت میں ڈال کر دریا میں بہا دیا اور بیٹی سے کہا کہ ذرا دیکھتی رہو، یہ کہاں کنارے لگتا ہے اور اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی مشیت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تابوت فرعون کے محل کے قریب پہنچ گیا۔ فرعون کی بیوی نے اپنے شوہر سے کہا: "یہ بچہ میری اور تمھاری دونوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرنا۔"

لیکن وہ بچہ کسی دایہ کا دودھ نہیں پیتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن خاموشی سے سارا منظر دیکھ رہی تھی، بالآخر اس نے کہا میں تمھیں ایسی عورت کا پتا بتاتی ہوں جو تمھاری یہ مشکل دور کر دے گی، ان کے اثبات پر وہ اپنی ماں کو بلا لائی، جب ماں نے بیٹے کو چھاتی سے لگایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس قصے میں عورت کی معاملہ فہمی، تدبر وتدبیر، موقع شناسی، اولاد کے لیے بے قراری، مامتا اور رحم دلی کا بیان ہے۔

(سورة القصص)

⑦ فرعون کی بیوی:

فرعون کی بیوی کا قصہ بھی عجیب ہے۔ دنیا کی آسائشوں اور رنگینیوں میں ایک ملکہ کی طرح زندگی بسر کرتے ہدایت کی تڑپ جب دل میں بیدار ہوئی تو سب عیش وآرام کو ٹھوکر مار دی اور اللہ سے التجا کرنے لگیں: "اے میرے پروردگار! میرے لیے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات بخش اور ظالم لوگوں سے مجھے چھڑا لے۔"

(سورة التحريم)

⑧ ملکہ سبا:

قران کریم میں ایک تفصیلی قصہ ملکہ سبا کا بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس کی خبر ہد ہد نامی

پرندے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی۔ اس قصے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کا جواب دینے کے لیے جہاں اس خاتون کا اپنے رفقاء سے مشورہ کرنا قابل غور ہے، وہیں جنگ کے مشورے پر یہ کہنا کہ بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے، ان کی فہم و فراست کو ظاہر کرتا ہے۔ یہی سمجھ داری انھیں توحید کی پہچان اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کرنے پر مائل کرتی ہے۔

(سورة النمل)

⑨ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ:

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ کے ہنسنے کا قصہ عورت میں خواہشِ اولاد کی شدت کا اظہار ہے۔ جب بڑھاپے میں فرشتوں نے حضرت اسحاق اور ان کے بعد حضرت یعقوب کی خوشخبری سنائی تو وہ بے تحاشا خوشی کے سبب ہنسنے لگیں، اگرچہ پھر تعجب سے سوال بھی کرتی ہیں کہ اس بڑھاپے میں اولاد کیسے ہوگی؟

(سورة هود)

⑩ حضرت ایوب علیہ السلام کی اہلیہ:

حضرت ایوب علیہ السلام کی وفا شعار بیوی کا مختصر سا قصہ یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ اللہ کریم مصیبت و تکلیف میں شوہر کا ساتھ دینے والی عورت کی حمایت کیسے مہربان انداز میں کرتا ہے۔ بیماری کے ایام میں خدمت گزار بیوی کی کسی بات سے ناراض ہو کر حضرت ایوب علیہ

السلام نے انھیں سو کوڑے مارنے کی قسم کھائی تھی۔ صحت یاب ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سو تنکوں والی جھاڑو لے کر ایک مرتبہ اسے ماردو، تمھاری قسم پوری ہوجائے گی۔

(سورۃ ص)

⑪⑫ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں:

ایک مختصر سا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین کے کنویں پر دولڑکیوں سے ملاقات کا ہے۔ وہاں لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلارہے تھے اور ایک طرف یہ دوخواتین اپنی بکریوں کو روکے کھڑی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تمھارا کیا کام ہے؟ وہ بولیں کہ جب تک چرواہے اپنے جانوروں کو لے نہ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتے اور ہمارے والد بڑی عمر کے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے باپ کے بلانے پر لینے آنا۔ قرآن مجید میں اسے شرم وحیا کی انتہا پر دکھایا گیا ہے۔ ایسی حیا جو کسی کام میں رکاوٹ نہیں ڈالتی بلکہ نسوانیت کا فخر بن کر قیامت تک الفاظ قرآن میں محفوظ ہوجاتی ہے۔

(سورۃ القصص)

⑬ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

منافقین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دامنِ عفت وعزت کو داغ دار کرنا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حرمت میں آیات نازل فرما کر ان کی پاک دامنی اور عفت کو واضح تر کر دیا۔ ''اِفک'' کے معنی ہیں ''کسی چیز کو الٹا دینا''، چونکہ منافقین نے معاملے کو الٹا دیا تھا یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو کہ عالی

نسب اور باکردار ہونے کی وجہ سے ثنا وتعریف کی مستحق تھیں، نہ کہ قذف کی، ان ظالموں نے اس کے برعکس انھیں طعن اور بہتان تراشی کا ہدف بنالیا، اس لیے اس واقعے کو"واقعۂ افک" کا نام دیا گیا ہے۔

(سورۃ النور)

(۱۴) حضرت زینب رضی اللہ عنہا:

ایک اور جگہ آپ کی ازواج میں سے ایک حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کا قصہ بیان ہوا ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کا نکاح آزاد کردہ غلام اور لے پالک حضرت زید سے کردیا۔ ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کے باعث دونوں میں طلاق ہوگئی۔ عرب میں لے پالک کی مطلقہ سے نکاح کو انتہائی بُرا سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالی نے اس بدرسم کو ختم کرنے کے لیے آپ ﷺ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کا حکم دیا۔ ان واقعات سے یہ سبق ملتا ہے کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا اللہ جل جلالہ کا حق ہے، اس میں کسی دوسرے کی خوشنودی کا کوئی دخل نہیں۔

(سورۃ الاحزاب)

(۱۵) حضرت خولہ بنت مالک بن ثعلبہ رضی اللہ عنہا:

ایک صحابیہ حضرت خولہ بنت مالک بن ثعلبہ رضی اللہ عنہا کا قصہ بھی ان کا نام لیے بغیر بیان کیا گیا ہے، ان کے شوہر حضرت اوس بن صامت نے انھیں محرم رشتے سے تشبیہ دے کر خود پر حرام کرلیا۔ ظہار کو طلاق سمجھا جاتا تھا اور اس وقت تک اس کی بابت کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سخت پریشانی میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے بھی توقف فرمایا۔ وہ آپ ﷺ سے بحث وتکرار کرتی رہیں، جس پر آیات نازل ہوئیں، جن میں مسئلۂ ظہار اور اس کا حکم و کفارہ بیان فرمایا گیا۔

(سورة المجادلة)

اسی طرح سورۂ تحریم کی ابتدائی آیات میں ازواجِ مطہرات کا ایک قصہ نام لیے بغیر بیان کیا گیا ہے، جس میں گھریلو زندگی، بیویوں کے آپس کے معاملات اور شوہر کے ردعمل کے متعلق امت کی تربیت کی گئی ہے۔

نافرمان عورتیں:

قرآن مجید میں کچھ نافرمان کافر عورتوں کے قصے بھی مذکور ہیں، تاکہ لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔

ان میں حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں بھی ہیں۔ جنہوں نے پیغمبروں کی ازواج ہونے کے باوجود راہ حق اختیار نہ کی۔ اس کے علاوہ ابولہب کی بیوی ام جمیل جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتی تھی، سورۂ لہب میں ابولہب کے ساتھ اس پر بھی عذاب کا ذکر ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں فہمِ قرآن کی دولت سے مالا مال کرے اور قرآنی قصوں سے راہ حق کی ہدایت واستقامت عطا فرمائے۔

☆☆☆

قرآنی جغرافیہ

(مصعب شاہین)

قرآن مجید ایک ایسی شاندار کتاب ہے جو اپنے ساتھ کئی علوم لے کر آئی، جن سے عرب بھی ناآشنا تھے۔ پھر یہ فصیح اذہان بھی قرآن پاک کی بلاغت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ قرآن مجید کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے بھی کئی علوم مختص ہیں۔ قرآنی جغرافیہ بھی ایک علم ہے، جس کے ذریعے ہمیں قرآن پاک میں مذکور مقامات اور واقعات کو سمجھنے اور ان کی اہمیت جاننے میں آسانی ہوتی ہے۔ قصص القرآن، مقامات قرآنیہ اور عجائبات قرآنیہ علم جغرافیہ سے منسلک ہیں۔ قرآن کے اس علم کو جاننے کے لیے دیگر علوم کے ساتھ ساتھ جغرافیہ کے چار علوم سے آشنائی ضروری ہے۔

① طبعی جغرافیہ:

اس میں زمین کی طبعی ساخت اور خصوصیات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یہ جغرافیہ کسی بڑے حادثے کی وجہ سے صدیوں بعد بدلتا ہے۔ ورنہ عموماً غیر مبدل ہے۔

② سیاسی جغرافیہ:

زمین کی مردم ساز تقسیم کا نام سیاسی جغرافیہ ہے اور یہ بدلتا رہتا ہے۔

③ ریاضیاتی جغرافیہ:

زمین کے رقبے، حجم، فاصلے، کشش، پیمائش اور طول البلد اور عرض البلد کی تحدید کا نام ریاضیاتی جغرافیہ ہے۔

④معاشی ومعاشرتی جغرافیہ:

قدرتی ذرائع آمدنی (نباتات اور معدنیات وغیرہ) کے حوالے سے معاشی سرگرمیوں کا مطالعہ اور درآمدات و برآمدات کے لحاظ سے تجارتی سرگرمیوں کا مطالعہ معاشی و معاشرتی جغرافیہ کہلاتا ہے۔

قرآنی جغرافیہ پڑھ کر ہی ہمیں اس آیت کی تفسیر معلوم ہوتی ہے:

﴿الٓمٓ، غُلِبَتِ الرُّوْمُ، فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ۔﴾

(الروم:۳)

ترجمہ: "الٓمٓ، رومی لوگ قریب کی سرزمین میں مغلوب ہوگئے ہیں، اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے۔"

یہی وہ علم ہے جو درجِ ذیل آیت کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے عرب کے دو تجارتی اسفار کا بتاتا ہے:

﴿لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ، اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ۔﴾

(قریش:۲)

ترجمہ: "چونکہ قریش کے لوگ عادی ہیں، یعنی وہ سردی اور گرمی کے موسموں میں (یمن اور شام کے) سفر کرنے کے عادی ہیں۔"

سیرتی جغرافیہ:

اسی طرح سیرتی جغرافیہ بھی قرآنی جغرافیہ سے منسلک ہے بلکہ اس کی ایک شاخ ہے جو

ہمیں بتاتی ہے کہ حضور ﷺ نے ہجرت کے لیے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کا انتخاب کیوں کیا؟ یہی ہمیں غزوہ بنی المصطلق سے واپسی کا راستہ بتاتی ہے اور یہی اس امر کی وضاحت کرتی ہے کہ بوقت ہجرت آنحضرت ﷺ نے غار ثور کا انتخاب کیوں کیا؟ یا مختلف بادشاہوں کو خطوط اور وفود بھیجنے کی ترتیب کی اہمیت کیا تھی؟ وغیرہ۔

قرآن کریم کو مکمل سمجھنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم قرآنی جغرافیہ کے بحرِ عمیق میں غوطہ زن ہو کر علم کے وہ موتی اور ہیرے نکال لائیں جن سے رہتی دنیا تک لوگ استفادہ کر سکیں اور ان کے اذہان وقلوب میں قرآن کی یہ افادیت بھی واضح رہے۔

☆☆☆

قرآن مجید کی پیشین گوئیاں

(بنت قریشی مکیہ)

کلام اللہ کا یہ اعجاز ہے کہ اس کی حقانیت اور اس کے من جانب اللہ ہونے کو ثابت کرنے کے لیے اس میں آئندہ پیش آنے والے واقعات کی کچھ خبریں دی گئیں۔ جو وقت کے ساتھ ساتھ من وعن صحیح ثابت ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

رومیوں کی فتح:

سورۂ روم کے بالکل شروع میں یہ پیشین گوئی کی گئی ہے کہ روم کے لوگ اگرچہ اس وقت شکست کھا گئے ہیں، لیکن چند سالوں میں وہ فتح حاصل کر کے ایرانیوں پر غالب آجائیں گے اور اس دن مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے۔ اس طرح اس سورت کے شروع میں بیک وقت دو پیشین گوئیاں کی گئیں، ایک یہ کہ روم کے جو لوگ شکست کھا گئے ہیں، وہ چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آجائیں گے اور دوسرے یہ کہ مسلمان جو اس وقت مکہ مکرمہ کے مشرکین کے ہاتھوں ظلم وستم کا شکار ہیں اس دن وہ بھی مشرکین پر فتح منائیں گے، پھر سات سال بعد رومیوں کی فتح کی خبر عرب تک اس وقت پہنچی جب بدر کے میدان میں کفارِ قریش کو عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا اور مسلمانوں کو اس فتح پر غیر معمولی خوشی حاصل ہو گئی تھی۔

فتح مکہ:

جس وقت آنحضرت ﷺ کفارِ مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر ہجرت کے ارادے سے مکہ مکرمہ سے نکلے اور غارِ ثور میں تین روز قیام کے بعد مدینہ طیبہ کے راستے پر جحفہ پہنچے تو وہاں سے مکہ مکرمہ جانے والی سڑک نظر آئی اور طبعی طور سے آپ ﷺ کو وطن کی یاد آئی اور اسے مستقلاً چھوڑ دینے کے خیال سے افسوس ہوا، اس موقع پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ۔﴾

(القصص:۸۵)

ترجمہ: "(اے پیغمبر!) جس ذات نے تم پر اس قرآن کی ذمہ داری ڈالی ہے، وہ تمھیں دوبارہ اُس جگہ پر لاکر رہے گا جو (تمھارے لیے) انسیت کی جگہ ہے۔"

چنانچہ چند ہی سال میں آپ ﷺ شہر مکہ میں فاتح کے حیثیت سے داخل ہوئے اور یہ پیشن گوئی پوری ہوکر رہی۔

یہودیوں کی تمنائے موت:

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں یہودی کہا کرتے تھے کہ آخرت کی فلاح و کامیابی صرف یہودیوں کا مقدر ہے اور ہم ضرور جنت میں جائیں گے۔ اس کے جواب میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۹۴ اور ۹۵ اتریں جن میں ان یہودیوں کو چیلنج کیا گیا کہ اگر سچے ہو تو موت کی تمنا کرکے دکھاؤ۔

چنانچہ ان آیات کی نزول کے بعد یہودیوں کو سانپ سونگھ گیا اور کوئی ایک متنفس بھی اس چیلنج کو پورا کرنے کے لیے آگے نہیں بڑھا۔

قرآنِ کریم کی حفاظت:

قرآن کریم سے پہلے جو آسمانی کتابیں مختلف انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں، ان کی حفاظت کا کوئی وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں کیا گیا تھا چنانچہ وہ اپنی اصلی شکل میں محفوظ نہ رہ سکیں۔ اس کے برخلاف قرآن کریم نے اپنے بارے میں یہ خبر پیشگی دے دی تھی:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔﴾

(الحجر:۹)

ترجمہ: ”حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

چنانچہ یہ وعدہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور چودہ سو سال کے اس طویل عرصے میں قرآن کریم کا ایک نقطہ، بلکہ ایک شوشہ تک ضائع نہیں ہوا۔

اللہ کریم ہم سب کو قرآن مقدس میں غور و تدبر اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

علوم اسلامیہ میں عربی زبان کا کردار

(صہیب حسن)

زندگی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہے۔ زندگی کی صلاحیتیں اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال میں صرف ہوسکتی ہیں۔ برائیوں سے بچنے اور اچھائیوں کو اختیار کرنے کے لیے ہمیں یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے؟ اسی کو ہدایت کہتے ہیں اور یہ آگہی ہمیں صرف ہمارا خالق ہی دے سکتا ہے۔

اِسی ہدایت کو انسانوں تک پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ یہاں تک کہ سب سے پہلے انسان کو ہی نبی مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء پر پیغامِ ہدایت نازل کرنے کے لیے انسان کی ضرورت کا لحاظ فرمایا، کیونکہ پیغام کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے انسان کو زبان کی ضرورت پیش آتی ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیغام پہنچانے کے لیے زبان اختیار فرمائی۔ جس کے ذریعے اچھے اور برے کا جاننا انسان کے لیے آسان ہوگیا۔

اب جو شخص اپنی صلاحیتوں کو برائیوں کے بجائے اچھائیوں میں استعمال کرے گا، وہی اِس دنیا میں رہنے کا سلیقہ سیکھ سکے گا اور وہی آخرت میں بھی کامیاب ہوگا۔

زندگی پگھلتی ہوئی برف کی طرح گزرتی جا رہی ہے، لہٰذا ہم سمجھ سکتے ہیں کہ زندگی کو صحیح راہ پر لگانے کے لیے اللہ کے پیغام کو سمجھنا اور اس کے لیے پیغام کی زبان کو سیکھنا کتنا ضروری امر ہے؟

عربی زبان کی خصوصیات اور اس کی تاریخ:

اللہ تعالیٰ نے آدم کو بنایا اور اُن سے کلام فرمایا۔ انسان زبان کے ذریعہ سے بات سمجھتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو بغیر زبان کے بھی بات پہنچا سکتا ہے۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے آدم سے بات کرنے کے لیے زبان اختیار فرمائی، تو وہ کون سی زبان تھی؟

اللہ تعالیٰ نے آدم اور ان کی زوجہ کو جنّت میں رکھا۔ یہ دو انسانوں کا پہلا جوڑا جنّت میں ایک دوسرے سے باتیں کرتا ہوگا تو وہ کون سی زبان تھی؟

اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین کے تمام اَسْمَاء سکھائے۔ اَسْمَاء اِسم کی جمع ہے اور اِسم زبان ہی کا حصّہ ہوتا ہے۔ تو یہ اسماء جس زبان کا حصّہ تھے وہ کون سی زبان تھی؟

دنیا میں آنے کے بعد مکہ مکرّمہ میں ان دونوں کی ملاقات کروا دی گئی۔ دنیا کی زندگی کے تقاضے کے تحت، وہ دونوں ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہوں گے تو وہ کون سی زبان تھی؟

اِس جوڑے کو اللہ نے اولاد عطا کی اور اِس طرح توالُد اور تناسُل کا سلسلہ شروع ہوا اور نتیجے کے طور پر یہیں پہلا انسانی معاشرہ وجود میں آیا۔ اسی لیے مکہ مکرّمہ کو امّ القراء (بستیوں کی ماں یا بستیوں کی جڑ) کہا گیا۔ یہ پہلے والدین اور اُن کے بچّے آپس میں ایک دوسرے سے کلام کرتے ہوں گے تو وہ کون سی زبان تھی؟

یہی وہ زبان تھی جو اُمُّ الاُلْسِنَہ (تمام زبانوں کی ماں) کہی جاسکتی ہے۔

مکہ مکرّمہ اور اس کے قریب کا علاقہ رہائش کے لیے دشوار بھی تھا اور سیلاب وغیرہ کی وجہ

سے آبادی اور وسائل کو نقصان بھی پہنچ جاتا تھا۔ لہٰذا یہ علاقے متعدد بار آباد بھی ہوئے اور یہ آبادیاں یہاں سے منتقل بھی ہوتی رہیں، یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے تو خانہ بدوشی ہی کو اپنا طرزِ زندگی بنالیا۔ اولادِ آدم آس پاس کے علاقوں میں پھیل گئی، جہاں آج شام، یمن، فلسطین اور عراق وغیرہ واقع ہیں۔ ان علاقوں میں بس جانے والے لوگ اپنے ساتھ وہی زبان، "ام الالسنہ" لائے تھے۔ وقت کے ساتھ اِس زبان میں کچھ تنوّع بھی پیدا ہوا۔ پھر ایک طرف یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اِبراہیم کے بیٹے اِسماعیل سے اور یمن سے آنے والے قبیلے جُرہُم سے اِس خطّے کو پھر سے آباد فرما دیا اور جو زبان ان کے پاس تھی، وہ "ام الالسنہ" ہی کی ایک شکل تھی، وہی زبان پھر سے اِس علاقے کی زبان ہوگئی اور عربی زبان کے نام سے جانی جانے لگی۔

دوسری طرف اِرتقاء کے مراحل طے کرتے ہوئے فونیقی قوم (PHOENICIANS) نے جو حجاز کے شمال میں واقع تھی زبان کو لکھنا شروع کیا جس طرح وہ آج لکھی جاتی ہے اور آس پاس کی اقوام نے ان سے لکھنا پڑھنا سیکھا۔ اس طرح "ام الالسنہ" اب لکھی اور پڑھی جانے لگی۔

وقت گزرنے سے "ام الالسنہ" کی مختلف شکلیں حجاز کے قرب وجوار میں وجود میں آئیں مگر دینِ محمد ﷺ کے فروغ کے ساتھ ان علاقوں میں بھی حجاز کی زبان ہی کو قبولِ عام حاصل ہو گیا۔ آج "ام الالسنہ" کی اُن تمام قدیم شکلوں میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے سوائے عربی زبان کے۔ اس طرح "ام الالسنہ" کی جو شکل آج موجود ہے وہ صرف عربی زبان ہی ہے اور کوئی نہیں۔ لہٰذا آج ہم عربی ہی کو "ام الالسنہ" کہہ سکتے ہیں۔

عربی زبان سیکھنے کی اہمیت:

بنیادی طور پر ایک زبان ہر کسی کو ضرور ہی اچھی طرح آنی چاہیے اور وہ ہے اس کی مادری

زبان۔ مادری زبان ہی کے ذریعے مختلف علوم سیکھنے چاہییں ۔ یہاں تک کہ دوسری زبانیں بھی مادری زبان کے سہارے سیکھنی چاہییں ۔ مادری زبان کے علاوہ کسی بھی دوسری زبان کو سیکھنا صرف ضرورت پورا کرنے کے لیے ہوتا ہے اور ضرورت اہمیت سے پیدا ہوتی ہے۔

اگر ہم دنیا کی آسانی کو اہمیت دیتے ہیں اور اگر اس کے حصول کے لیے کسی زبان کا سیکھنا ضروری ہو جائے تو ہم جان توڑ کوشش کر کے اس زبان کو سیکھتے ہیں۔ ہم کسی فن یا ہنر کے ماہر کی بات سمجھنے کے لیے اس کی زبان سیکھ لیتے ہیں۔ اس لیے کہ اس فن یا ہنر کے ذریعے ہم اپنے معاش کا انتظام کرتے ہیں اور اپنی دنیا کو آسان بناتے ہیں جو ہمارے لیے بہت اہم ہوتی ہے۔

عربی زبان کے ذریعے ہم انبیائے کرام علیہم السلام کے پہنچائے ہوئے وہ حقائق و اصول سیکھ سکتے ہیں جن سے ہماری زندگی بھی صحیح راہ پر گامزن رہے اور آخرت میں بھی کامیابی مل جائے۔ پھر کیا ہمیں زندگی گزارنے کے صحیح طریقے کی کوئی ضرورت نہیں؟ کیا آخرت کی کامیابی ہمارے لیے اہم نہیں رہی؟ یا ہمیں ان باتوں پر یقین نہیں رہا اور کیا اس طرح واقعی ہم اپنی دنیا بھی آسان بنا رہے ہیں؟

نہیں، بلکہ اس طرح ہم نہ صرف اپنی آخرت میں بلکہ اپنی دنیا میں بھی ناکامی کا انتظام کر رہے ہیں۔

اس ہنگامی ضرورت اور اس کی اہمیت کا ادراک کیجیے! اپنے رب کی طرف لوٹ آیئے! اس کے پیغام کو سمجھنے کے لیے اس کے کل کلام کی زبان سیکھنے کی کوشش کیجئے! اس کو اہمیت دیجیے اور اس کے لیے وقت نکالیے!

یاد رکھیے! شیطان آپ کا دشمن ہے! وہ ضرور اس عمل میں رکاوٹیں کھڑی کرے گا؛ سستی

پیدا کرے گا۔ بندے کو اس کے رب کا کلام سمجھنے کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ دشمن کی سازش ہے۔

دشمن کے خلاف کمر بستہ ہو جایئے! اپنے آپ کو بھی آگ سے بچایئے اور اپنے اہل و عیال کو بھی آگ سے بچایئے! ڈر جایئے! خدارا، ڈر جایئے!

عربی زبان کا ارتقا:

"ادب" عربی زبان کا لفظ ہے اور اردو کی طرح عربی میں بھی نثر اور شاعری کے حوالے سے استعمال ہوتا ہے۔ عربی ادب کی تاریخ دورِ جاہلیت سے موجودہ دور تک بہت وسیع ہے۔ عربی ادب کی ابتدا پانچویں صدی عیسوی میں ہوئی۔ اس کے کُل پانچ ادوار ہیں۔

① جاہلی دور

② اموی دور

③ عباسی دور

④ اندلسی دور (فاطمی اور ترکی ادوار بھی اسی دور میں شامل ہیں)

⑤ جدید دور

رائج زبانوں میں سب سے پرانی زبان عربی ہے۔ یہ تقریباً ساڑھے پندرہ سو برس سے گفت و شنید کی زبان ہے۔ فارسی زبان کی عمر تقریباً گیارہ سو برس ہے۔ انگریزی زبان چھے سو برس قدیم، جب کہ اردو بھی بہت زیادہ پرانی نہیں ہے، اس لحاظ سے عربی سب سے قدیم زبان ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے نزول اور آمد اسلام سے پہلے کے دور میں جتنا کام شعر و ادب میں ہوا، اسے دورِ جاہلیت کہا جاتا ہے۔

یہ پہلا دور پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں شروع ہوا اور اس کا اختتام 610ء میں ہوا۔ اس دور کی سب سے مشہور تخلیقات سات طویل نظمیں ہیں۔ جاہلی دور کے مقبول شعرا میں امرا القیس، طرفہ، زہیر ابن ابی سلمی، لبید، عمرو بن کلثوم، حارث بن حلّزہ، عنترہ بن شدّاد اور دیگر کے نام شامل تھے۔ اس دور کا تذکرہ ظہور اسلام سے صرف ڈیڑھ سو برس قبل ملتا ہے۔ اس سے پہلے کوئی آثار نہیں ملتے۔

عربی ادب کی تاریخ میں دوسرا دور "اموی" کہلاتا ہے۔ یہ دور اسلام کی آمد کے ساتھ شروع ہوا اور ۷۴۹ ویں عباسی حکومت کے قیام پر اس کا اختتام ہوا۔ اس دور میں غزل کی شاعری کو مقبولیت ملی۔ اس کے ساتھ سیاسی اور مناسباتی شاعری نے بھی فروغ پایا۔ عربی شاعری کی قدیم اصناف جن میں مدح، فخر، ہجو، مرثیہ، وصف اور دیگر شامل تھیں، ان میں بھی بہت عمدہ شاعری ہوئی۔ اس دور کے شعرا میں جنہوں نے مقام ومرتبہ حاصل کیا، ان میں جمیل، عمر بن ابی ربیعہ، اخطل، فرزدق اور جریر تھے۔

اسی زمانے میں نثری تحریروں کا رواج بھی پانے لگا، اسی لیے کئی کاتبوں کی عمدہ تحریریں عربی ادب کی تاریخ کا حصہ بنیں۔

عربی ادب کا تیسرا دور "عباسی دور" کہلاتا ہے۔ اس دور کی ابتدا عباسیوں کی حکومت سے ہوئی اور اس کا اختتام ۱۲۵۸ء میں تاتاریوں سے شکست پر ہوا۔ اس دور میں بڑے شعراء میں بشار بن بُرد، ابو العتاہیہ، ابونواس، ابن الرومی، ابن المعتز، بحتری، متنبی اور ابو العلاء معری شامل ہیں۔ اس دور میں عربی ادب میں نثر نے انتہائی تیز رفتاری سے ترقی کی اور ادب میں اس صنف کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ نثر کی صنف میں جن لکھاریوں کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی، ان میں ابو المقفع، جاحظ، ابن العمید، صاحب ابن عبّاد، خوارزمی، بدیع الزماں ہمدانی، حریری اور

القاضی الفاضل کے نام سرفہرست ہیں۔

اس دور کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ نحو، لغت، تاریخ، حدیث، حکایات اور مقامات جیسے ادبی وشرعی علوم میں بھی کافی کام ہوا۔

عربی ادب کا چوتھا دور تین شاخوں میں تقسیم ہے۔ یہ اندلسی، فاطمی اور ترکی دور کہلاتا ہے۔ اندلس میں عربوں کی موجودگی کا عرصہ سات سو برس تھا، اس میں عربی شاعری میں ایک نیا نکھار دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس دور میں جن شعراء نے نام پایا، ان میں ابن عبدربہ، ابن ہانی اندلسی، ابن زیدون، ابن خفاجہ اور لسان الدین الخطیب نمایاں تھے۔

اندلسی دور کے دوسوسال بعد اور اس کے متوازی پہلے فاطمی دور آیا، پھر ایوبی آئے، ان کے بعد ممالیک اور پھر ترکوں نے اسلامی مملکت کی باگ ڈور سنبھالی۔ یہ دور پانچ سو برس پر پھیلا ہوا ہے مگر اس دور میں عربی ادب میں کوئی بہتر اضافہ نہیں ہوا۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس دور میں عربی ادب زوال کا شکار رہا۔ عباسی دور کے مقابلے میں یہ دور عربی شاعری میں ناکام ہوا، لیکن دیگر اصناف میں اچھی تصانیف تخلیق کی گئیں، ان میں تاریخ نگاری، سیرت وسوانح، لغت نویسی شامل ہیں۔

عربی ادب کا پانچواں دور ۱۸۰۱ء سے شروع ہوتا ہے اور موجودہ عہد تک آتا ہے۔ اس دور میں عربی ادب نے دوبارہ اپنی مقبولیت بحال کی اور تخلیق کے نت نئے زاویے کے ساتھ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کیا۔ اس دور میں کچھ نئی اصناف بھی عربی ادب کا حصہ بنیں، مثال کے طور پر افسانہ، ڈراما اور ناول پہلی بار عربی ادب میں تخلیق ہوئے۔

یہ دور بھی اب تک دوسو سال کا ہو چکا ہے۔ اس عرصے میں شعراء اور ادباء کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ یہاں بیان کرنا ممکن نہیں ہے تاہم چند ایک نام ایسے ہیں، جن کو نظرانداز نہیں کیا

جا سکتا۔ ان شاعروں میں احمد شوقی، حافظ ابراہیم، خلیل مطران جب کہ ادیبوں میں، طہٰ حسین، احمد امین، احمد حسن الزیات، عباس محمود العقاد، محمد حسین ہیکل، توفیق الحکیم، نجیب محفوظ اور طیب صالح کے نمایاں نام ہیں۔ حالیہ شعری منظر نامے پر محمود درویش، سمیع القاسم اور نزار قبانی کے نام بہت مقبول ہیں۔ مصر کے نجیب محفوظ کو ۱۹۸۸ء میں نوبل ادبی انعام سے بھی نوازا گیا۔ یہ واحد مسلمان مصنف ہیں، جنہوں نے ادب کا نوبل انعام حاصل کیا اور ان کی شہرت پوری دنیا میں ہے۔

اردو زبان میں عربی ادب کے بارے میں محمد کاظم نے "عربی ادب کی تاریخ" اور "عربی ادب کے مطالعے" کے نام سے دو کتابیں لکھی ہیں، انھیں پڑھ کر عربی ادب کی تفصیلات جاننے میں مدد ملتی ہے۔ محمد کاظم ایک جگہ لکھتے ہیں: "گمان کیا جاتا ہے کہ عربوں کے ہاں پہلے "سجع" کا رواج پڑا، یعنی ایسے جملے بولنا جو ہم قافیہ ہوں اور سننے والے کے کانوں کو بھلے لگیں۔ سجع سے ترقی کر کے وہ "رَجز" کہنے لگے، جو ایسا موزوں کلام ہوتا ہے، جس کے مضمون اور صوتی زیر و بم سے سننے والے کے اندر جوش خروش پیدا ہوتا تھا اور انسان جنگ کے میدان میں بہادری کے جوہر دکھاتا تھا۔ رجز سے آگے بڑھے، تو عربوں نے باقاعدہ قصیدہ نظم کرنا شروع کیا اور اس طرح جاہلی شاعری وجود میں آئی۔"

علاوہ ازیں نجیب محفوظ، محمود درویش، طٰہٰ حسین اور خلیل جبران بھی عربی ادب کے بڑے نام ہیں۔

☆☆☆

مترادفات القرآن مع الفرق

مرتبین:

❶ صہیب حسن ❷ عبدالباسط درویش ❸ محمد اسامہ سَرسَری

❹ عشوینہ علی ❺ نزہت وسیم ❻ حریم شاہ ❼ بنت قریشی مکیہ

① آنکھ: نظر، بصر

نظر: ظاہر کی آنکھ سے دیکھنا۔

بصر: دیکھ لینے کے بعد اس کی حقیقت کو پالینا۔

﴿وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔﴾ (ا لاعراف۱۹۸)

② بانجھ: عقیم، عاقر

عقیم: جس (مرد یا عورت میں) بچہ جننے کی صلاحیت ہی نہ ہو۔

عاقر: جس میں صلاحیت تو ہو، لیکن کسی عارض کی وجہ سے بچہ نہ جن رہا ہو۔

﴿وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ۔﴾

(سورۃ الشوری، آیت:۵۰)

﴿وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا۔﴾

(مریم:۸)

③ بُت: صنم، وثن

صنم: ایسا معبود جو انسانی شکل وصورت میں ہو۔

وثن: عام ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر مخلوقات یا اشیاء جنھیں معبود سمجھ لیا گیا ہو۔

﴿اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّیْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔﴾

(الانعام: ۷۴)

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔﴾

(الحج: ۳۰)

④ بجلی: برق، رعد

برق: ایسی روشنی جس میں آواز نہ ہو۔

رعد: ایسی آواز جس میں روشنی نہ ہو۔

﴿یَكَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ۔﴾

(البقرۃ:۲۰)

﴿وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ۔﴾

(الرعد:۱۳)

⑤ برائی: نکر، منکر

نکر: جسے برا سمجھا جائے۔

منکر: جو حقیقت میں برا ہو۔

﴿اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةً بِغَیْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُّكْرًا۔﴾ (الکھف:۷۴)

﴿وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا۔﴾ (المجادلۃ:۲)

⑥ پیٹ: جوف، بطن

جوف میں سینے کے اندر کا حصہ شامل ہے

بطن میں سینہ شامل نہیں۔

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ۔﴾

(الاحزاب:۴)

﴿اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا﴾

(آل عمران: ۳۵)

⑦ جاسوسی: تجسس، تحسس

تجسس: لوگوں کے راز کو شر کی نیت سے تلاش کرنا۔

تحسس: لوگوں کی خبر لینا خیر کی نیت سے۔

﴿يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ۔﴾

(یوسف:۸۷)

﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا۔﴾

(الحجرات:۱۲)

⑧ جسم: جسم، جسد

جسم: جاندار کا بدن۔

جسد: بے روح و بے جان کا بدن۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔﴾

(البقرۃ: ۲۴۷)

﴿وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا
لَّهٗ خُوَارٌ۔﴾

(الاعراف:۱۴۸)

⑨ خطا کار: معتدی، اثیم

معتدی: جو اپنے کاموں میں ظلم کرے۔

اثیم: وہ جو اپنی باتوں میں اور کسب میں ظلم کرے۔

﴿وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ۔﴾

(المطففین:۱۲)

⑩ دل: فؤاد، قلب

قلب: دل کو قلب اس لیے کہتے ہیں کہ وہ متحرک رہتا ہے اور بدلتا رہتا ہے۔

فؤاد: دل کو فؤاد اس لیے کہتے ہیں کہ فہم اور سمجھ رکھتا ہے۔

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ۔﴾ (قٓ: ۳۷)

﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى۔﴾ (النجم: ۱۱)

⑪ سال: عام، سنہ

عام: جس سال میں خیر ہو۔

سَنَۃ: جس سال میں شر ہو۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا
خَمْسِيْنَ عَامًا۔﴾

(العنکبوت: ۱۴)

⑫ظلم: ظلم، ہضم

ظلم: تھوڑا حق کھانا یا پورا حق کھانا۔

ہضم: کچھ حق کھانا۔

﴿فَلَا یَخَافُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا۔﴾ (طٰہ: ۱۱۲)

⑬رنگ: لون، صبغہ

لون: قدرتی رنگ۔

صبغہ: جو رنگ چڑھایا جائے۔

﴿قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا۔﴾

(البقرۃ:۶۹)

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً۔﴾

(البقرۃ:۱۳۸)

⑭متکبر: مختال، فخور

مختال: اپنے آپ کو فخریہ طور پر دیکھنے والا۔

فخور: دوسروں کو حقارت سے دیکھنے والا۔

﴿وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔﴾

(الحدید:۲۳)

⑮معافی: توبہ، استغفار

توبہ: ندامتِ قلب کے ساتھ ہمیشہ کے لیے گناہ سے رک جانا۔

استغفار: ماضی کے گناہوں سے معافی مانگنا۔

﴿اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔﴾

(البقرۃ:۱۶۰)

﴿وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔﴾

(النساء:۱۰۶)

⑯ ہوا: ریح، ریاح

ریح سے وہ ہوا مراد ہوتی ہے جس میں شر ہو۔

ریاح سے وہ ہوائیں مراد ہوتی ہیں جن میں خیر ہو۔

﴿وَفِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ۔﴾

(الذاریات:۴۱)

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَاحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ۔﴾

(الاعراف:۵۷)

⑰ کھیل تماشہ: لعب، لھو

لعب: بچپن کا کھیل تماشا۔

لہو: جوانی کا کھیل تماشا۔

اسی ترتیب سے قرآن مجید میں لعب کا لفظ پہلے اور لہو کا لفظ بعد میں آیا ہے۔

﴿وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔﴾ (الانعام: ۳۲)

﴿اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ۔﴾

(الحدید:۲۰)

⑱ فضول خرچی: اسراف، تبذیر۔

اسراف: جائز کام میں حد سے زیادہ خرچ کرنا۔

تبذیر: ناجائز کام میں خرچ کرنا۔

﴿وَکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَلَا تُسۡرِفُوۡا۔﴾

(الاعراف:۳۱)

﴿وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِیۡرًا۔﴾

(الاسراء:۲۶)

☆☆☆

آٹھ غلط فہمیاں

مرتبین:
❶ محمد محسن ❷ مصعب شاہین ❸ محمد ولیج ارسلان ❹ صہیب حسن ❺ محمد اسامہ سَرسَری
❻ نازیہ نزی ❼ نزہت وسیم ❽ اخت زین الحسن

قرآن کریم سے متعلق کچھ غلط فہمیاں بھی پیدا ہو رہی ہیں، ان میں سے آٹھ یہ ہیں:

① مکی اور مدنی سورتوں کا مفہوم:

مکی اور مدنی سورتوں کا یہ مفہوم درست نہیں کہ جو سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں وہ مکی ہیں اور جو مدینہ میں نازل ہوئیں وہ مدنی ہیں۔

اس لیے کہ مکی سورتوں میں بہت سی آیات ایسی ہیں جو شہر مکہ میں نازل نہیں ہوئیں۔ چونکہ ہجرت سے پہلے نازل ہو چکی تھیں، اس لیے انھیں مکی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ طائف، منی، عرفات وغیرہ اور سفر معراج کے دوران نازل ہونے والی آیات ایسی ہی ہیں، یہاں تک کہ سفر ہجرت کے دوران جو آیات راستے میں نازل ہوئیں وہ بھی مکی کہلاتی ہیں۔ اسی طرح بہت سی آیات ایسی ہیں جو مدینے میں نازل نہیں ہوئیں مگر مدنی کہلاتی ہیں۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ کو بہت سے اسفار پیش آئے جن میں آپ مدینے سے سینکڑوں میل دور تشریف لے گئے، اس دوران بذریعہ وحی نازل ہونے والی آیات کو مدنی کہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ آیات بھی مدنی کہلاتی ہیں جو فتح مکہ یا غزوہ حدیبیہ کے موقع پر خاص شہر مکہ میں یا اس کے مضافات میں نازل ہوئیں۔

② مجہول قراءت:

جیسے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کو مجہول طریقے سے "الحمدَ وللھے" پڑھنا۔ حد تو یہ ہے کہ اسے غلط تصور بھی نہیں کیا جاتا، حالانکہ لفظ کو بڑھانا یا کسی لفظ سے بدلنا لحنِ جلی یعنی بڑی غلطی کہلاتا ہے۔

③ از خود قرآن سمجھنا:

آج کل یہ بات بہت عام ہے کہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے کسی استاد کی ضرورت نہیں، حالانکہ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس کے لیے یہ جواز پیش کیا جاتا ہے کہ گھر میں تفسیر منگوا کر پڑھی جاسکتی ہے تو مدرسے وغیرہ جا کر استاد سے رہنمائی کی کیا ضرورت ہے۔ پھر کچھ عرصے بعد کہتے ہیں کون سی تفسیر پڑھیں۔ معلوم نہیں کون سی درست ہے؟ لہٰذا کنارہ کیے رہتے ہیں، حالانکہ دنیا کی کوئی تعلیم یا کوئی ہنر استاد کی رہنمائی کے بغیر نہ تو سیکھا جاسکتا ہے نہ درجۂ کمال تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ درست اور بہترین طریقہ مولانا مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن میں پیش کیا ہے:

"دین و قرآن سیکھو رجال اللہ سے اور رجال اللہ کو پرکھو کتاب اللہ سے۔"

④ انکارِ حدیث:

ایک اور بڑی غلطی جو کہ ایک گمراہ طبقے کا شعار بھی بن چکا ہے کہ "کیا ہدایت کے لیے قرآن کافی نہیں ہے؟" جس کی آڑ میں احادیث کی حجیت کا انکار کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے قرآن کریم کی درجِ ذیل آیات کو نظر انداز کر رکھا ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔﴾ (النحل: ۴۴)

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔﴾

(النساء: ۸۰)

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔﴾

(اٰل عمران: ۱۶۴)

⑤ موسیقی کا تاثر:

قرآن مجید کو باقاعدہ موسیقی سیکھ کر پڑھنا یا اس طرح پڑھنے والے قراء کو پسند کرنا اور موسیقی کے سُروں میں تلاوت سن کر خوش ہونا اور واہ واہ کرنا بھی ایک غلط روش ہے۔

یاد رکھیں! قرآن مجید کو عمدہ قرات اور خوش الحانی سے پڑھنا الگ چیز ہے اور سر، لے اور تال ملا کر پڑھنا الگ بات ہے۔

بے شک قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنا مستحسن ہے، لیکن موسیقی کی لے اور سُر میں نغمہ سرائی کرنے اور خوش الحانی سے پڑھنے میں جو فرق ہے اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

⑥ قرآن خوانی پر اکتفاء:

بعض لوگوں نے قرآن پاک کو صرف ایک وظیفے کی کتاب سمجھ رکھا ہے۔ اگر کوئی مشکل یا مصیبت آجائے یا کوئی وفات پا جائے تو صرف ان حالات میں کسی خاص سورت کو پڑھ لیتے

ہیں یا قرآن خوانی کروالیتے ہیں، مزید ستم یہ ہے کہ وہ سورت اور قرآن خوانی بھی دوسروں سے کروائی جاتی ہے۔ قرآن کا بس اتنا ہی حق سمجھا جاتا ہے کہ اسے ادب اور احترام سے، خوبصورت منقش کپڑے میں لپیٹ کر اونچے طاق میں سجا دیا جائے۔ اس کا ترجمہ یا تفسیر پڑھنا علماء کے ذمہ لگا دیا جائے، حالانکہ قرآن مجید پڑھنا، سیکھنا اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت کی ذمہ داری ہے۔

⑦ موجودہ متن سے بے اعتمادی:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کا موجودہ متن جس میں حرکات اور اعراب شامل ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا اصل قرآن نہیں ہے۔ جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں دراصل وہ اس حقیقت کو سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں کہ قرآن کا لغوی معنیٰ تلاوت یا بار بار پڑھی جانے والی چیز ہے۔ لہٰذا قطع نظر اس سے کہ رسم الخط مختلف ہے یا یہ کہ اس میں حرکات وغیرہ شامل کر دی گئی ہیں، اہم بات قرآن کریم کی تلاوت کی صحت ہے، اگر عربی متن اور اس کا تلفظ وہی ہے جو ابتداء میں تھا تو لازمی طور پر اس کے معانی بھی وہی رہیں گے۔ عربوں کو قرآن مجید کے صحیح تلفظ کی ادائیگی کے لیے ان علامات کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ عربی ان کی مادری زبان تھی۔ وہ اسے خوب سمجھتے اور بولنا جانتے تھے۔ چونکہ غیر عرب مسلمانوں کے لیے اعراب کے بغیر قرآن مجید کی صحیح تلاوت مشکل تھی، اس لیے یہ علامتیں بعد کے ادوار میں شامل کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ خود فرمایا ہے، سورۂ حجر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔﴾

ترجمہ: ”بلاشبہ ہم ہی نے یہ ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

اللہ کریم ہمیں دین وقرآن مجید کے معاملے میں عام وخاص غلطیوں سے محفوظ رکھے۔ قرآن مجید کا صحیح فہم اوراس پر کامل عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

⑧ وہ الفاظ جن کا غلط مفہوم لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے۔

① الحج الاکبر:

غلط مفہوم: وہ حج جو جمعے کے دن ہو

درست مفہوم: حج اکبر سے مراد حج ہی ہے، کیونکہ عمرے کو حج اصغر کہا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک اکبر سے مراد وقوفِ عرفہ اور اصغر سے مراد یومِ نحر ہے، جبکہ ایک اور قول کے مطابق حج اکبر سے مراد قران اور اصغر سے مراد افراد ہے (تفسیر کبیر)

② ابابیل:

غلط مفہوم: سیاہ پر اور سفید سینے والی مخصوص چھوٹی سی چڑیاں

درست مفہوم: گروہ در گروہ (جلالین)

③ اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ:

بعض دوست اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: کثرت نے تمھیں ہلاک کر دیا

حالانکہ یہ الھٰی یُلھِی سے ہے نہ کہ اھلك یھلك سے، اسی طرح تکاثر اور کثرت میں فرق ہے، آیت کا درست ترجمہ یہ ہے:

"ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر (دنیا کا عیش) حاصل کرنے کی ہوس نے تمھیں غفلت میں ڈال رکھا ہے۔"

اردو تحریر کورس: (پہلا سبق)

(چھوٹے اور بڑے الفاظ)

زبان:

انسان اللہ کی وہ مخلوق ہے جسے اللہ نے نطق عطا فرمایا ہے، نطق کا مطلب ہے ”بولنا“، باقی مخلوقات بھی آپس میں یقینا باتیں کرتی ہیں، مگر انسان اپنی بات چیت کو نکھارنے میں یکتا ہے، جیسے جیسے انسان زمین پر پھیلتے گئے ویسے ویسے ان کی زبانوں میں اضافہ ہوتا گیا، آج دنیا میں بے شمار زبانیں ہیں، ہر خطے کے لوگ الگ الگ آوازیں منہ سے نکال کر اپنے دل کی بات دوسروں تک پہنچانا جانتے ہیں۔

پڑھے لکھے لوگ:

اسی نکھار کے عمل کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ انسان نے اپنی زبان کو صرف زبان تک نہیں رکھا، بلکہ اسے وہ قلم کے راستے سے کاغذ تک لے آیا، چنانچہ آج ہم جس طرح بول اور سن کر بات کر لیتے ہیں اسی طرح ہم میں سے بہت سے محنت کرنے والوں نے اپنی بات کو لکھنا اور دوسروں کی لکھی ہوئی باتوں کو پڑھنا بھی سیکھ لیا ہے، اسی لیے ہم انھیں ”پڑھے لکھے لوگ“ کہتے ہیں۔

کاتب اور لکھاری میں فرق:

پھر لکھنے کی صلاحیت کے بھی دو الگ الگ میدان ہیں، ایک یہ کہ ہم الف سے ی تک ہر

حرف کو اور ان حروف سے بننے والے ہر لفظ کو خوب صورت انداز سے لکھنا سیکھ لیں، مثلاً لفظ "انسان" کو ہم نستعلیق میں اس طرح لکھنا سیکھ لیں کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ الف کتنے قط کا ہوتا ہے، پھر ن کو س سے ملا کر کس طرح لکھا جاتا ہے، نقطہ کیسے بنتا ہے، پھر س کے بعد متصلاً اگر الف ہو تو ایسے س کو کس کس طرح لکھا جا سکتا ہے اور آخر میں مکمل ن لکھنا ہے تو اس کی گولائی کیسے بنتی ہے اور گولائی کے دونوں سروں کا درمیانی فاصلہ کتنے قط کا ہوتا ہے، ان باتوں کا تعلق نستعلیقیات سے ہے، اس علم کو خطاطی اور کتابت کہتے ہیں اور اس کے ماہر کو خطاط اور کاتب کہا جاتا ہے۔

جبکہ "لکھنے" کی صلاحیت کا دوسرا میدان یہ ہے کہ ہم اپنے منہ سے نکلنے والے لفظ مثلاً "انسان" کو درست لکھنا سیکھ لیں، چنانچہ اگر کسی نے یہ محنت مکمل طور پر نہیں کی ہوگی تو عین ممکن ہے کہ وہ "انسان" کے بجائے "اینسان" یا "انثان" یا "عِنسان" جیسا کوئی لفظ لکھ ڈالے، اس علم کے ماہر کو "لکھاری" یا پھر اور زیادہ ماہر ہو تو "ادیب" کا نام دیا جاتا ہے۔

درج بالا تفصیل کے بعد اب یہ بات ذہن نشین کر لیجیے کہ یہ کورس ہمیں کاتب بنانے کے لیے نہیں ہے، بلکہ لکھاری بنانے کے لیے ہے۔ اگرچہ لکھاری بنانے سے نہیں بنتا، بلکہ جسے اللہ نے لکھنے کی صلاحیتوں سے نوازا ہے صرف وہ لکھاری ہوتا ہے، مگر اول تو بعض لوگوں کو اپنے ذاتی حالات کی وجہ سے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ قلم کی طاقت بھی رکھتے ہیں، دوسرے جنھیں معلوم ہے وہ مناسب ماحول یا استاد نہ ملنے کی وجہ سے اپنے اس وصف میں کمال حاصل نہیں کر پاتے، اس کورس میں لکھاری بننے یا بنانے سے یہی مراد ہے کہ جنھیں اپنی اس صلاحیت کا اب تک اندازہ نہیں تھا وہ متوجہ ہو جائیں اور جو پہلے سے متوجہ ہیں وہ اپنے اس فن میں نکھار پیدا کرنے کے لیے صحیح راستے کا تعین کر سکیں۔

حرف، لفظ، جملہ، پیراگراف، تحریر:

الف سے ی تک جتنی آوازیں ہیں، ان سب میں سے ہر ایک کو "حرف" کہتے ہیں۔

حرف اگر ایک سے زیادہ ہوں تو انھیں "حروف" کہا جاتا ہے۔

حروف سے مل کر "لفظ" بنتا ہے۔

سب سے چھوٹا لفظ "وَ" ہے، کیونکہ یہ صرف ایک حرف پر مشتمل ہے، جیسے "صبر وشکر"۔

اسی طرح "س" اور "ب" کو ملا کر "سب" بنتا ہے اور اگر اس کے بعد "ق" بھی بڑھا دیں تو "سبق" بن جائے گا اور اگر میں کہوں کہ "آج کا سبق" تو یہ ایک مرکب ہے، مگر چونکہ بات مکمل نہیں ہے اور سننے والا مزید انتظار کرے گا کہ آج کا سبق آسان ہے یا مشکل ہے یا آج کے سبق کے بارے میں کوئی اور بات بتانی ہے؟ اس لیے "آج کا سبق" جیسے نامکمل مرکب کو "مرکبِ غیر مفید" کہتے ہیں۔

پھر جب ایسے مرکبات میں ضروری اضافہ کر کے بات کو مکمل کرلیا جائے تو اسے "مرکبِ مفید" یا پھر "جملہ" کہتے ہیں۔

مثلاً "آج کا سبق بہت آسان ہے۔" یہ ایک مکمل بات ہے، یہ جملہ ہے۔ ایسے چھوٹے چھوٹے چند جملوں کے ذریعے ہم اپنی کسی بات کو مخصوص انداز سے مکمل کرتے ہیں، اسے "پیراگراف" کہتے ہیں، جیسا کہ ہمارا یہ پیراگراف "مثلاً" سے شروع ہو کر اب ختم ہوا۔

کسی مخصوص موضوع سے متعلق چند پیراگراف اگر ہم لکھ دیں تو وہ "تحریر" کہلاتی ہے، جیسے ہمارا یہ پہلا سبق جو کہ اب ختم ہو رہا ہے اگر اسے شروع سے اب تک دیکھیں تو یہ کئی پیراگرافوں پر مشتمل ہے، لہٰذا یہ ایک تحریر ہے۔

پھر تحریر کئی طرح کی ہوتی ہے، ہر ایک کو مختلف نام دیا جاتا ہے، جیسے مضمون، کہانی، واقعہ، کالم، سفرنامہ، سوانح، آپ بیتی وغیرہ۔

کام

اس پورے سبق کو دھیان سے پڑھیے، اس کے بعد درج ذیل تین کام کیجیے:

❶ دو حرفی، سہ حرفی، چہار حرفی، پنج حرفی اور شش حرفی الفاظ کی پانچ پانچ یا دس دس مثالیں لکھیے۔

❷ ان تمام زبانوں کے نام لکھیے جن کے نام آپ کو معلوم ہیں۔

❸ اس سبق سے آپ کو جو نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں وہ نمبر وار لکھیے۔

وضاحت:

یہ کورس ماہر اساتذہ کی نگرانی میں حل کرنے کے لیے اس ویب سائٹ پر تشریف لائیں:

www.muspk.com

خادم:

محمد اسامہ سَرسَری

فارسی کورس (درسِ اول)

ضمائر

کسی بھی زبان میں سب سے زیادہ بولے جانے والے الفاظ ضمیریں ہی ہوتی ہیں۔

ضمیر اس مختصر اسم کو کہتے ہیں جو غائب، حاضر یا متکلم کے لیے استعمال کیا جائے، جیسے اردو زبان میں وہ، وہ سب، تو، تم، آپ، میں، ہم، اسے، انھیں، تجھے، تمھیں، آپ کو، مجھے، ہمیں، اس کا، ان کا، تیرا، تمھارا، آپ کا، میرا، ہمارا۔ ضمائر کی فارسی ملاحظہ فرمائیے:

اردو	فارسی	اردو	فارسی
وہ	اُو/آں/وے	وہ سب	آناں/آنہا
تو، تم	تُو	آپ	شُما(Shuma)
میں	مَن(Man)	ہم	ما
اسے	اورا/آں را	انھیں	آنہارا
تجھے/تمھیں	تُرا(Tura)	آپ کو	شُمارا(Shumara)
مجھے	مَرا(Mara)	ہمیں	مارا
اس کی کتاب	کتابش/کتابِ او	ان سب کی کتاب	کتابِ شاں/کتابِ آنہا
تیری/تمھاری کتاب	کتابَت/کتابِ تو	آپ سب کی کتاب	کتابِ شما
میری کتاب	کتابم/کتابِ من	ہم سب کی کتاب	کتابِ ما
اس کا	ازاں/آں را/او	ان کا	ازآنہا/آنہارا/آنہا
تیرا/تمھارا	ازتو/تُرا/تو	آپ کا	ازشما/شمارا/شما
میرا	ازمن/مَرا/مَن	ہمارا	ازما/مارا/ما

وضاحت:

مبتدیوں کو الجھنے سے بچانے کے لیے ان ضمائر کی اصطلاحات جیسے ضمیرِ منفصل مرفوع، ضمیر منفصل منصوب، ضمیر منفصل مجرور، ضمیر متصل مجرور وغیرہ لکھنے سے گریز کیا گیا ہے۔

برائے تمرین

❶ ان سب کو یاد کر لیجیے۔

❷ ان الفاظ کو فارسی میں لکھیے:

① وہ، اسے، اس کا ② وہ سب، انھیں، ان کا ③ تو، تجھے، تیرا

④ آپ، آپ کو، آپ کا ⑤ میں، مجھے، میرا ⑥ ہم، ہمیں، ہمارا

❸ ایک یا متعدد ضمیروں پر مشتمل کم از کم دو مثالیں ایسی لکھیے جو اردو میں مستعمل ہوں، جیسے: احوالِ من، من وتو۔

وضاحت:

یہ کورس ماہر اساتذہ کی نگرانی میں حل کرنے کے لیے اس ویب سائٹ پر تشریف لائیں:

www.muspk.com

خادم:

محمد اسامہ سَرسَری

عربی کورس (الدرس الاول)

اسم، فعل اور حرف

قرآن کریم، بلکہ پوری عربی زبان، اسی طرح تمام زبانوں کا ہر ہر لفظ یا تو اسم ہے، یا فعل یا حرف، اس لیے کسی بھی زبان کی گرامر (نحو،صرف) کو سمجھنے کے لیے اسم، فعل اور حرف کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔

ہر چیز، ہر صفت اور ہر حالت کا کوئی نہ کوئی نام ہوتا ہے، اسے اسم کہتے ہیں، جیسے زمین، آسمان، چاند، سورج، کتاب، قلم، زید، عمر، آنا، جانا، کھانا، پینا، بیماری، صحت، امیر، غریب، حتی کہ جن الفاظ سے اشارہ کیا جاتا ہے وہ بھی اسم ہی ہوتے ہیں جیسے یہ، وہ، ہم، میں، تم۔

اگر کسی صفت یا حالت میں تین زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کوئی زمانہ بھی شامل ہو جائے تو اسے فعل کہتے ہیں، جیسے: آ گیا، آ رہا ہے، آئے گا، کھا لیا، کھا رہا ہے، کھائے گا، چلا گیا، جا رہا ہے، چلا جائے گا۔

اسم اور فعل کے علاوہ جتنے بھی الفاظ ہوتے ہیں وہ صرف انھیں باہم ملا کر جملے کی شکل دینے کے لیے ہوتے ہیں، جیسے مہمان اور گھر اسم ہیں، چلا گیا فعل ہے، ان تینوں کو ملا کر جملہ بنا: مہمان گھر سے چلا گیا، اس جملے میں سے کی مدد سے یہ سب اسم اور فعل آپس میں مل سکے، اسے حرف کہتے ہیں، مزید حروف یہ ہیں: کا، کی، کے، کو، پر، میں، سے، تک، کے لیے۔

التمرين

❶ درجِ ذیل الفاظ میں سے اسم، فعل اور حرف الگ الگ کیجیے:

شَجَر = درخت

مِن = سے

دار = گھر

ذَهَبَ = چلا گیا

جَاءَ = آ گیا

ضَيْف = مہمان

فِي = میں

أَنَا = میں

❷ عربی زبان کی کسی بھی کتاب یا لغت میں سے تلاش کر کے اسم، فعل اور حرف کی ایک ایک مثال ترجمے کے ساتھ تحریر کیجیے۔

وضاحت:

یہ کورس ماہر اساتذہ کی نگرانی میں حل کرنے کے لیے اس ویب سائٹ پر تشریف لائیں:

www.muspk.com

خادم:

محمد اسامہ سَرسَری

انگلش کورس (سبق نمبر: 1)

(کورس کوآرڈینیٹر: محمد قاسم سرویا)

ایک تازہ لسانی جائزے کے مطابق دنیا میں اس وقت تقریباً سات ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ لیکن ان کی تعداد تیزی سے کم ہو رہی ہے کیونکہ نوے فیصد زبانیں ایسی ہیں جن کے بولنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے کم ہے۔ 537 زبانیں ایسی بھی ہیں جن کے بولنے والے پچاس سے بھی کم رہ گئے ہیں، لیکن زیادہ افسوس ناک حالت ان 46 زبانوں کی ہے جو آئندہ چند برسوں میں ختم ہونے والی ہیں کیونکہ ان کو بولنے والا صرف ایک ایک شخص باقی ہے۔

چین میں بولی جانے والی مینڈرین زبان آبادی کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی زبان سمجھی جاتی ہے جبکہ انگریزی زبان دوسرے نمبر پر ہے۔ 'اردو۔ ہندی' کو اگر ایک زبان تصور کیا جائے تو آبادی کے لحاظ سے تیسرا نمبر اسی زبان کا ہے، لیکن اگر ہندی کو الگ زبان کے طور پر دیکھا جائے تو عالمی زبانوں کی فہرست میں اس کا نمبر چھٹا بنتا ہے (پانچویں نمبر پر بنگالی ہے) اور اردو بائیسویں نمبر پر چلی جاتی ہے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ پاکستان میں بولی جانے والی کل زبانوں کی تعداد 76 ہے۔

دنیا میں اس وقت کوئی ڈیڑھ ارب سے اوپر لوگ چائنیز/ مینڈرین بولتے ہیں۔ 527 ملین (ایک ملین دس لاکھ) کی مادری زبان انگریزی ہے (جبکہ اسے بولنے اور سمجھنے والوں کی تعداد ایک ارب سے زائد ہے)۔ تقریباً 900 ملین لوگوں سے آپ ہندی/ اردو میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ 400 ملین اسپینش بولتے ہیں، 467 ملین عربی سمجھتے ہیں، جبکہ 200 ملین پرتگالی اور 118 ملین فرنچ۔

ان کے علاوہ دس سے پندرہ کروڑ تک ایسے افراد بھی ہیں جنہوں نے ضرورتاً انگریزی سیکھی ہے اور بہت سے لوگ روزانہ سیکھ رہے ہیں۔لیکن ایسے افراد کی تعداد اب تیزی سے بڑھ رہی ہے جن کی نہ تو یہ مادری زبان ہے اور نہ ہی ثانوی زبان، البتہ تعلیم، روزگار یا محض ذہنی افق کو وسیع کرنے کی غرض سے انھوں نے انگریزی میں دسترس حاصل کی ہے۔سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا، الیکٹرونک میڈیا اور خاص طور پر انٹرنیٹ کا استعمال بڑھنے کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان کا استعمال اور اس کی افادیت بھی بڑھتی جارہی ہے۔

دینِ اسلام کی تعلیمات حاصل کرنے کے لیے عربی، فارسی اور اردو سے فرار ممکن نہیں۔ اگر آپ کو عربی وفارسی آتی ہوں تو آپ اصل مآخذ سے براہ راست صحیح عبارت پڑھ کر مفہوم اخذ کر سکیں گے اور آپ کا تراجم پر انحصار ختم ہوجائے گا۔لیکن موجودہ دور میں انگریزی سے بھی جان چھڑانا ممکن نہیں کیونکہ یہ آپ کے آس پاس ہر جگہ بکھری پڑی ہے۔اور اس کو سیکھے بغیر زندگی گزر تو جائے گی، لیکن ذرا بے مزا سی اور تھوڑی مشکل۔۔۔بلکہ دوسروں کی مرہونِ منت۔ آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ سائنس، ٹیکنالوجی، کمپیوٹر اور موبائل وغیرہ کی بنیادی زبان انگریزی ہے اور اس مشینی دنیا میں آپ کو انگریزی سیکھنے کی کوشش شروع کر دینی چاہیے، چاہے روز کے دس الفاظ ہی کیوں نہ ہوں۔

آج سے ہم آپ کے لیے سیکھنے اور سکھانے کا ایک نیا سلسلہ (بیسک انگلش کورس) شروع کر رہے ہیں۔ہم کوشش کریں گے کہ یہ کورس آسان اور عام فہم ہو اور ہر کوئی اس سے استفادہ کر سکے۔ان شاء اللہ

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ دنیا کی مروجہ زبانوں میں انگریزی جس اہمیت کی حامل ہے۔ کم از کم ہمارے اپنے ملک میں انگریزی کی معمولی استعداد رکھنے والے خواتین وحضرات کا شمار

بھی تعلیم یافتہ لوگوں میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کاروباری، فوجی اور نیم خواندہ لوگ بھی اس زبان کے جملے یاد کر لیتے ہیں۔ انگریزی ہمارے ملک کی دفتری زبان ہے۔ (اللہ کرے اردو ہماری دفتری زبان بھی بن جائے) مگر بدقسمتی سے ہمارے اکثر طلبہ بی۔اے اور ایم۔اے کے امتحانات پاس کر لینے کے بعد بھی آسان سے آسان انگریزی نہیں بول سکتے اور اگر کوئی دوسرا شخص ان سے انگریزی میں گفتگو کرے تو وہ انگلش کے چند جملے بولتے ہوئے بھی ہچکچاتے اور شرماتے ہیں اور زیادہ تر اپنا جواب اردو یا اپنی مادری زبان میں دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ کسی بھی عام خوش پوش شہری نوجوان کو سوسائٹی میں اٹھنے بیٹھنے کے دوران اکثر ایسے مواقع درپیش ہوتے ہیں جہاں اس کے لیے انگریزی میں گفتگو کرنا لازمی ہوتا ہے اور اگر اس میں گفتگو کی صلاحیت نہیں یا کوشش کرنے پر بھی غلط بولا جائے تو نہ صرف اسے خفت اٹھانا پڑتی ہے بلکہ احساس کمتری کا بھی شکار ہونا پڑتا ہے۔

انگریزی زبان سیکھنے کے حوالے سے آپ کو ہمارا سب سے پہلا اور ضروری مشورہ یہ ہے کہ آپ روزانہ کسی ساتھی سے مل کر چھوٹے چھوٹے جملے بولتے چلے جائیں، بلا جھجک اور بے دھڑک۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ جملوں کی ترتیب اور بناوٹ غلط ہوگی۔ کوئی فقرہ آپ بولنا چاہتے ہیں تو رک رک کر نہ بولیں، چاہے فقرہ ادھورا ہی بول دیجیے اور شروع میں گرامر کے چکر میں نہ پڑیں۔ انگریزی بول چال میں زبان دانی اور قواعد کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی ہے بلکہ روانی اور مقابل کو اپنا مطلب سمجھانا ہی اس زبان کی اولین ترجیح ہے، لیکن مہارت حاصل کرنے کے لیے اور انگریزی لکھتے وقت گرامر کے اصولوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

نئے سیکھنے والوں سے ہماری گزارش ہے کہ اگر آپ اس کورس سے مکمل مستفید ہونا چاہتے ہیں تو ذیل کی ہدایات کا خاص خیال رکھیں۔۔۔

1۔ جو بھی سبق دیا جائے اس کی مکمل تیاری کریں اور مشق میں دیا گیا کام پورے اہتمام کے ساتھ کریں۔

2۔ کسی کے ساتھ مل کر کم از کم دو سے تین بار ہر سبق کی پریکٹس کریں۔

3۔ مستقل مزاجی سے سیکھتے چلے جائیں، ان شاء اللہ ایک دن آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ دوسروں سے انگلش میں بات چیت کر سکیں یا دوسروں کی انگلش سمجھ سکیں۔

4۔ انگلش کا کوئی بھی نیا لفظ آپ کے سامنے آتا ہے تو ڈکشنری سے اس کے معنی جاننے کی کوشش کریں بلکہ اس نئے لفظ کو معنی سمیت اپنی نوٹ بک یا ڈائری میں لکھ لیں۔ روزانہ کے دس نئے الفاظ بھی آپ کے ذخیرہ الفاظ میں شامل ہو گئے تو مہینے کے تین سو الفاظ اور سال میں 3600 الفاظ۔

ایک بچے سے پوچھا گیا: "آپ کو اے بی سی آتی ہے؟"

اس نے پوچھا: "کون سی؟ نکی یا وڈی؟"

آپ سے ہم یہ تو نہیں پوچھیں گے کہ آپ کو اسمال لیٹرز آتے یا کیپیٹل لیٹرز؟ کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ بڑی اے بی سی کو کیپیٹل لیٹرز کہتے ہیں اور چھوٹی کو سمال لیٹرز اور یہ بھی کہ انگلش الفابیٹس کی کل تعداد 26 ہے۔۔۔ اور انگلش کے ہر اکیلے حرف کو لیٹر کہتے ہیں۔ یہ باتیں کچھ لوگوں نے پلے گروپ یا نرسری کلاس میں سیکھ لی تھیں اور ذرا ماضی میں جائیں تو کچھ لوگوں نے چھٹی جماعت میں اے بی سی کو سیکھ اور سمجھ لیا تھا۔ یہ بات شاید بہت سوں کے لیے نئی اور کار آمد ہو کہ انگلش حروف کے لیے اردو کے کون کون سے حروف ہیں تو آیئے اگلے صفحے پر موجود لسٹ میں ذرا دیکھتے ہیں کہ اردو کے مدمقابل انگلش کا کون سا حرف ہے؟

Bh	بھ	B	ب	A	ا	AA	آ
Th	تھ	T	ت	Ph	پھ	P	پ
J	ج	th,S	ث	Thh	ٹھ	T	ٹ
H	ح	Chh	چھ	Ch	چ	Jh	جھ
D	ڈ	Dh	دھ	D	د	Kh	خ
Rh	رھ	R	ر	Z	ذ	Dh	ڈھ
S,Z,Zh	ژ	Z	ز	Rh,Dh	ڑھ	D,R	ڑ
Z, D	ض	S	ص	Sh	ش	S, C	س
Gh,G	غ	A	ع	Z	ظ	T	ط
C,Kh	کھ	K,C	ک	Q	ق	F	ف
Lh	لھ	L	ل	Gh	گھ	G	گ
Nh	نھ	N	ن	Mh	مھ	M	م
Y	ی/ے	A	ء	H	ہ	V,W	و

دیکھیں، سب مکمل ہو گیا یا کچھ رہ گیا۔ آپ ٹھیک سمجھے، انگلش کے یہ حروف رہ گئے ہیں:

E, I, O, U, X	
E	اِ، ای، اے کی آواز
I	آئی، ای، ای سے دوگنی لمبی آواز
O	او، عو کی آواز
U	اُو، اُ، او سے دوگنی لمبی آواز
X	ایکس، ک اور س کی اکٹھی آواز

اصل میں اے، ای، آئی، او، یو کو انگلش میں واوٴلز کہتے ہیں۔ ان کی کوئی مخصوص آواز نہیں ہوتی بلکہ یہ اردو کے اعراب زیر، زبر، پیش وغیرہ کی آوازیں دیتے ہیں۔

ان سارے حروف کو یاد کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ ہجے یا اسپیلنگ بنانے اور یاد کرنے میں آسانی ہوگی اور آپ کا تلفظ (پرونسیئیشن) بھی ٹھیک ہو جائے گا۔

(ہمیں امید بلکہ یقین ہے کہ پہلا ہی سبق آپ کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا۔ آپ مستقل مزاجی سے انگلش سیکھنا جاری رکھیے، ربِ کریم آسانیاں پیدا کر دے گا۔)

کام (Assignment)

❶ ان الفاظ کے تقابل کو یاد کیجیے۔

❷ اردو کے دس مشکل الفاظ کو انگلش اسپیلنگ میں لکھنے کی کوشش کیجیے۔

مثلاً:

مکتب: Maktab علُوم: Uloom

شریعت: Shariat قرآن: Quran

صلاحیت: Salahiyyat

وضاحت:

یہ کورس ماہر اساتذہ کی نگرانی میں حل کرنے کے لیے اس ویب سائٹ پر تشریف لائیں:

www.muspk.com

قرآن کمپٹیشن

(نزہت وسیم)

آٹھویں جماعت کا کمرہ مختلف آوازوں سے گونج رہا تھا۔ ہر سال جماعت میں سوال و جواب کا ایک مقابلہ کروایا جاتا، جس میں سب بچیاں ذوق وشوق سے حصہ لیتی تھیں۔

اس سال مقابلے کا موضوع "معلوماتِ قرآن حکیم" رکھا گیا تھا۔ بچیوں کو ایک ماہ پہلے ہی موضوع بتا دیا گیا تھا۔ پوری کلاس خوب جوش اور جذبے سے مقابلے کی تیاری کر رہی تھی۔ صبح اسکول شروع ہوتے ہی وقتاً فوقتاً اس موضوع پر بحث شروع ہو جاتی اور چھٹی ہونے تک اس کا تذکرہ ہوتا رہتا۔

معلمہ نے سوال و جواب کے ابتدائی مقابلے کے بعد جماعت میں سے چار لڑکیوں کا انتخاب کر لیا اور مقابلے کے دن کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ وہ بچیاں خصوصی تیاری کر رہی تھیں۔ آخر کار مقابلے کا دن آن پہنچا۔

تلاوتِ قرآن مجید اور حمد و نعت سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ حصہ لینے والی بچیوں کو سامنے والی دیوار کے ساتھ کرسیوں پر بٹھا دیا گیا، سب لڑکیاں انھیں دیکھ رہی تھیں۔ ایک جانب ڈائس پر معلمہ سوالات والا پرچہ لیے کھڑی تھیں۔ ان کے پاس ہی دوسری معلمہ رجسٹر لیے مقابلے کا رزلٹ مرتب کرنے کے لیے تشریف فرما تھیں۔ کھلے ہوادار کمرے کی فضا خوب روشن اور پرجوش تھی۔

معلمہ نے پہلا سوال کیا اور دائیں ہاتھ پر موجود رافعہ کو جواب دینے کا اشارہ کیا:

"قرآن مجید میں اللہ تعالی کے جو نام بیان ہوئے ہیں، انھیں کیا کہتے ہیں؟ کوئی سے تین نام بتائیں۔"

رافعہ: "میم! اللہ تعالیٰ کے ناموں کو اسمائے حسنیٰ کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے نام آئے ہیں۔ جیسے الرحمٰن، الرحیم، الملِک، القدوس۔"

اس کے خاموش ہوتے ہی معلمہ نے اثبات میں سر ہلایا اور پورے کمرے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

دوسرے نمبر پر اسماء بیٹھی تھی۔ چنانچہ معلمہ نے اس سے مقابلے کا دوسرا سوال کیا:

"کیا ہمارے نبی ﷺ کا نام بھی قرآن مجید میں موجود ہے؟"

اسماء: "جی! قرآن مجید میں ہمارے پیارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے ناموں سے پکارا ہے۔ آپ کا نام محمد (ﷺ) قرآن مجید میں چار بار آیا ہے اور آپ کا نام "احمد" بھی ایک بار آیا ہے۔"

"شاباش!" معلمہ نے خوش ہو کر کہا۔

تیسرے نمبر پر آمنہ تھی۔

معلمہ: "قرآن مجید میں کتنے نبیوں کے نام آئے ہیں؟ ان میں سے پانچ نام بتائیں۔"

آمنہ: "میم! قرآن مجید میں پچیس انبیائے کرام علیہم السلام کے چھبیس نام ذکر ہوئے ہیں۔ جن میں حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت نوح، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے نام ہیں۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے دو نام بیان کیے گئے ہیں۔"

"جواب درست ہے۔"

اب نگہت کی باری تھی۔

چنانچہ معلمہ نے اس سے سوال کیا: ”قرآن مجید میں فرشتوں کا بھی بیان ہے۔کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ کون کون سے فرشتوں کا نام لیا گیا ہے؟“

نگہت: ”میم! قرآن مجید میں جبرائیل اور میکائیل کے نام ہیں۔ان کے علاوہ ہاروت اور ماروت نامی دوفرشتوں کا بھی نام لیا گیا ہے جو بابل میں لوگوں کی آزمائش کے لیے اترے تھے۔“

”بالکل درست۔پہلا مرحلہ مکمل ہوا۔مقابلے میں شریک چاروں بچیوں نے سوالوں کے جواب بالکل درست دیے۔اب دوسرے مرحلے کا آغاز ہوتا ہے۔میں ہر بچی سے دو سوال کروں گی۔جواب سکون اور تفصیل کے ساتھ دینا ہے۔“ معلمہ نے بچیوں کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ میں سے کوئی بچی اپنے کسی سوال کا جواب نہ دے سکی تو مقابلے کے شرکاء سے وہی سوال کیا جائے گا۔اس سوال کا درست جواب دینے والی لڑکی اضافی نمبروں کی حق دار ہوگی۔سمجھ میں آیا؟“

بچیوں نے ”جی۔“ کہہ کر اقرار کیا۔

”رافعہ! آپ سے پہلا سوال یہ ہے......وہ کون سی سورت ہے جس کا نام ہفتے کے دنوں میں سے ایک ہے؟

”سورۂ جمعہ۔“ رافعہ نے فوراً جواب دیا۔

معلمہ: ”دوسرا سوال......قرآن مجید کی کتنی سورتیں جانوروں کے نام پر ہیں؟“

رافعہ: ”سورۂ بقرہ یعنی گائے اور سورۂ فیل یعنی ہاتھی اور......اور......“ وہ سر پر ہاتھ رکھ کر

یاد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ "ایک چیونٹی کے نام پر بھی ہے، ہاں سورۂ نمل۔" اس نے سوچتے ہوئے کہا۔

معلمہ انتظار میں تھیں۔ یعنی رافعہ کا جواب مکمل نہیں تھا۔ اس نے سر جھکا لیا۔ معلمہ نے مقررہ وقت تک انتظار کیا، پھر باقی بچیوں کی طرف دیکھا اور کہا: "آپ میں سے کون اس سوال کا جواب دے گی؟"

آمنہ نے جھٹ سے اپنا ہاتھ اٹھایا، اسماء نے بھی سوچتے سوچتے اپنا ہاتھ تھوڑا سا اوپر کیا پھر نیچے گرا دیا۔ معلمہ نے آمنہ کو جواب دینے کا اشارہ کیا۔

آمنہ نے نہایت اعتماد سے بولنا شروع کیا: "میم! قرآن مجید کی پانچ سورتوں کے نام جانوروں کے نام پر ہیں: سورۂ بقرہ (گائے)، سورۂ فیل (ہاتھی)، سورۂ نحل (شہد کی مکھی)، سورۂ عنکبوت (مکڑی) اور سورۂ نمل (چیونٹی)۔"

"جواب درست ہے۔" معلمہ کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہیں طالبات کے چہرے خوشی سے کِھل گئے۔ آمنہ کا چہرہ چمکنے لگا۔

معلمہ نے دوسرے نمبر پر بیٹھی اسماء سے پوچھا: "کیا آپ تیار ہیں؟"

"جی میم!" اسماء نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

"آپ سے پہلا سوال ہے...... قرآن مجید میں اولاد کو کن ناموں سے پکارا گیا ہے؟ دو نام بتا دیں۔"

اسماء: "میم! قرآن مجید میں اولاد کو نسل اور ذریت کہا گیا اور بنون یعنی بیٹے اور بنات یعنی بیٹیوں کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔"

"شاباش!" معلمہ خوش ہو کر بولیں۔

"دوسرا سوال، قرآن مجید میں گنتی یعنی عدد کا ذکر بھی ہے۔کوئی سے پانچ اسمِ اعداد بتا دیجیے۔"

اسماء: "جی میم! سورۂ اخلاص میں (قل ھو اللہ احد) کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ احد یعنی ایک۔ سورۂ نحل میں اثنین یعنی دو کا عدد ہے، جہاں اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ دو دو معبود نہ بناؤ، معبود تو وہی ایک ہے۔ اسی طرح سورۂ بقرہ میں حج کے بیان کے دوران ثلاثہ یعنی تین، سبعہ یعنی سات اور عشرہ یعنی دس کا عدد بیان کیا گیا ہے۔

﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔﴾

(البقرۃ:۱۹۶)

ترجمہ: "ہاں اگر کسی کے پاس اس کی طاقت نہ ہو تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے، اور سات (روزے) اُس وقت جب تم (گھروں کو) لوٹ جاؤ۔ اس طرح یہ کُل دس روزے ہوں گے۔"

"بہت خوب...... بالکل درست...... شاباش!!" معلمہ نے بے ساختہ اسماء کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ اسماء کے چہرے پر خوشی چمکنے لگی۔

اب آمنہ کی باری تھی چنانچہ معلمہ اس کی طرف متوجہ ہوگئیں۔

"پہلا سوال، قرآن مجید میں انسانی جسم کے اعضاء کے نام بھی آئے ہیں، ان میں سے پانچ کے نام بتائیں۔"

"جی میم! دل، آنکھیں، ہاتھ، کان اور زبان کے علاوہ خون، جلد، ہڈیاں اور کھال کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔"

"درست جواب۔" معلمہ نے فوراً دوسرا سوال کیا:

"قرآن مجید میں کون کون سے رنگوں کا ذکر ہے؟ ان میں سے پانچ رنگوں کے نام بتائیں۔"

"میم! قرآن مجید میں بہت سے رنگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔" آمنہ نے پورے اعتماد سے جواب دینا شروع کیا۔ سفید اور سیاہ رنگ کا ذکر سورۂ بقرہ میں ہے۔ روزے کی سحری کے متعلق کہا گیا:

﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔﴾

(البقرۃ:۱۸۷)

ترجمہ: "اور اس وقت تک کھاؤ پیو جب تک صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے ممتاز ہو کر تم پر واضح (نہ) ہو جائے۔"

اس کے علاوہ سورۂ بقرہ ہی میں گائے کے قصے میں اس کے گہرے زرد چمکدار رنگ کا ذکر کیا گیا ہے۔

﴿بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ۔﴾

(البقرۃ:۶۹)

ترجمہ: "وہ ایسے تیز زرد رنگ کی گائے ہو جو دیکھنے والوں کا دل خوش کر دے۔"

سورۂ فاطر میں ہے کہ اللہ نے آسمان سے مینہ برسایا، پھر اس سے طرح طرح کے رنگوں کے میوے پیدا کیے۔

﴿وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ۔﴾

(الفاطر:۲۷)

ترجمہ: "اور پہاڑوں میں بھی ایسے ٹکڑے ہیں جو رنگ برنگ کے سفید اور سرخ ہیں، اور کالے سیاہ بھی۔"

"شاباش، شاباش!" معلمہ بے اختیار خوش ہو کر بولیں۔ "بہت خوب آمنہ! تم نے بہت عمدگی سے بیان کیا ہے۔ اب ہم آگے بڑھتے ہیں۔"

"لیکن میم! آپ نے پانچ رنگوں کے نام دریافت کیے تھے اور آمنہ نے چار کے متعلق بتایا ہے۔" اسماء بے اختیار بول اٹھی۔

"جی، سبز رنگ کا ذکر سورۂ یٰس میں ہے۔ جو ہم میں سے اکثر لڑکیاں روز پڑھتی ہیں، مجھے تو زبانی یاد ہے۔

﴿اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَا اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ۔﴾

(یٰس:۸۰)

اس آیت میں اخضر یعنی سبز رنگ کا ذکر ہے۔" آمنہ نے فوراً جواب دیا۔

"چلیں، اب واپس سوالات کی طرف آتے ہیں۔" معلمہ نے ہاتھ اٹھا کر کلاس کو خاموش کرواتے ہوئے کہا۔

"نگہت! اب میں آپ سے پوچھوں گی...... پہلا سوال......سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کے کون کون سے صفاتی نام بیان کیے گئے ہیں؟"

نگہت: "الرب، الرحمٰن، الرحیم، الملِک۔" زیرلب سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے۔ "جی میم! یہی ہیں نا؟"

"صحیح۔" معلمہ نے مسکرا کر جواب دیا۔

"دوسرا سوال، قرآن مجید میں حشرات الارض یعنی کیڑے مکوڑوں کے نام بھی آئے ہیں، کوئی سے چھے نام بتائیں۔"

نگہت: (سوچتے ہوئے) "جی میم! ایک تو مچھر ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی ہے۔ دوسرا مکھی کا بھی ذکر ہے۔ اور......" وہ سوچتے ہوئی بولی: "ایک چیونٹی بھی ہے، جس نے حضرت سلیمان سے گفتگو کی تھی۔" وہ سوچتی رہی۔ سب اس کے جواب کے منتظر تھے، لیکن وہ مزید نام نہ بتا سکی۔ جوں ہی مقررہ وقت ختم ہوا، اسماء نے فوراً ہاتھ کھڑا کر دیا۔ چند لمحے گزرے کہ آمنہ نے بھی جواب دینے کے لیے ہاتھ کھڑا کیا، لیکن معلمہ نے اسماء کو پہل کی وجہ سے اس سوال کا جواب دینے کا موقع دیا۔

اسماء نے نہایت مدلل انداز میں جواب کا آغاز کیا:

"قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حشرات الارض کا ذکر فرمایا ہے۔ کہیں مثال دینے کے لیے اور کہیں عبرت و نصیحت کے لیے۔ چنانچہ "بعوضہ" یعنی مچھر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ مچھر یا اس سے بڑھ کر کسی چیز کی مثال بیان فرمائے۔ مومن اس کی سچائی پر یقین کرتے ہیں اور کافر کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ کی مراد ہی کیا ہے؟

اسی طرح حضرت سلیمان کی "نمل" یعنی چیونٹی سے گفتگو کا ذکر ہے اور سورۂ حج میں اللہ تعالیٰ نے "ذباب" یعنی مکھی کی مثال بھی عبرت کے لیے بیان کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز

چھین لے جائے تو اسے اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ سورۂ عنکبوت میں "عنکبوت" یعنی مکڑی کی مثال بیان کی۔ اس کے علاوہ قرآن مجید میں "جراد" یعنی ٹڈی اور "فراش" یعنی تتلی یا پتنگا اور "نحل" یعنی شہد کی مکھی کا ذکر بھی ہے۔"

"شاباش......شاباش!" معلمہ کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی جوش کی وجہ سے طالبات کی آپس کی گفتگو کا شور بلند ہونے لگا۔

مقابلہ بہت دلچسپ ہو چکا تھا۔ آمنہ اور اسماء دونوں نے تین تین پوائنٹس حاصل کر لیے تھے۔ رافعہ اور نگہت مقابلے سے باہر ہو گئیں۔ معلمہ نے دونوں سے مزید سوال کرنے کا فیصلہ کیا۔ جماعت کی تمام لڑکیاں جوش و خروش سے ان کی ہمت بندھا رہی تھیں۔

اب مقابلہ آمنہ اور اسماء کے درمیان تھا۔

معلمہ نے مسکراتے ہوئے اسماء سے پہلا سوال کیا:

"قرآن مجید میں پھلوں اور سبزیوں کے نام بھی موجود ہیں۔ دس نام بتائیں۔"

اسماء پُرسوچ انداز میں بولی: "التین (انجیر)، الزیتون (زیتون)، العنب (انگور) اور کھجور۔" اسے مزید نام نہیں آتے تھے، اس لیے وہ خاموش ہو گئی۔ مقررہ وقت گزر گیا۔ معلمہ نے اسے سوچنے کی پوری مہلت دی اور پھر آمنہ کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ "جی آمنہ! کیا آپ قرآن مجید میں مذکور دس پھلوں اور سبزیوں کے نام گنوا سکتی ہیں؟"

"جی میم! میں کوشش کرتی ہوں۔ سورۂ بقرہ میں ہے کہ بنی اسرائیل نے من و سلویٰ کھانے سے اکتا کر ناشکری کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ اپنے پروردگار سے کہیے کہ ترکاری، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز وغیرہ جو نباتات زمین سے اگتی ہیں، ہمارے لیے پیدا کر دے۔

﴿فَادۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡبِتُ الۡاَرۡضُ مِنۡۢ بَقۡلِهَا
وَقِثَّآئِهَا وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا۔﴾

(البقرۃ:٦١)

اس کے علاوہ قرآن مجید میں پھلوں میں سے کھجور (الرطب)، انجیر (التین)، انار (الرمان)، انگور (عنب) اور کیلے (طلح) کا بھی ذکر ہے۔ ہاں! ایک اور چیز قرآن مجید میں سدرہ (بیری) کا بیان بھی ہے۔"

جماعت کی لڑکیاں جو خاموشی سے گنتی کر رہی تھیں چند ایک نے اشارے سے آمنہ کو احساس دلا دیا کہ وہ گنتی مکمل کر چکی ہے۔

معلمہ نے ہاتھ اٹھا کر بچیوں کو خاموش کروایا اور کہا:

"ٹھیک ہے شاباش آمنہ! اب آپ مزید ایک سوال کا جواب دیں۔"

آمنہ ہمہ تن گوش ہوگئی۔

"کیا قرآن مجید میں کسی نقدی یعنی سکے یا پیسے کا نام بھی آیا ہے؟"

"جی جی، دینار کا ذکر سورۂ آلِ عمران میں ہے۔ اہل کتاب میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اس کے پاس دیناروں کا ڈھیر امانت رکھ دو تو تم کو فوراً واپس دے دے اور کوئی اس طرح کا ہے کہ اگر اس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھو تو جب تک اس کے سر پر ہر وقت کھڑے نہ رہو تمھیں نہیں دے گا۔

﴿وَمِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مَنۡ اِنۡ تَاۡمَنۡهُ بِقِنۡطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيۡكَ ۚ وَمِنۡهُمۡ
مَّنۡ اِنۡ تَاۡمَنۡهُ بِدِيۡنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيۡكَ اِلَّا مَا دُمۡتَ عَلَيۡهِ قَآئِمًا۔﴾

(آل عمران:۷۵)

اور سورۂ یوسف میں درہم کا ذکر ہے اور سورۂ کہف میں ورق یعنی چاندی کے سکے کا بیان ہے۔"

"درست ہے ماشاءاللہ! اور آج کے اس مقابلے میں آمنہ فاتح قرار پاتی ہیں۔" معلمہ کے اس اعلان کے ساتھ ہی سب لڑکیاں آمنہ کو مقابلہ جیتنے کی مبارک باد دینے لگیں۔

یوں ایک دلچسپ، علمی اور ایمان افروز مقابلہ اختتام پذیر ہوا۔

تلاوتِ قرآن کریم

ہے یہ دل آرام فرمانِ حکیم
دور ہو ناکام شیطانِ رجیم
لب پہ ہو پھر نام رحمان و رحیم
پڑھ لیں صبح و شام قرآنِ کریم

(محمد اسامہ سَرسَری)

حفظِ قرآن کریم

پہلے اپنے دل میں سننے کی تڑپ مہمیز کر
پھر تلاوت کرسکے گا تو کہیں قرآن کی
اپنے سینے میں اسے محفوظ کر اور یاد رکھ
پیروی مقصود ہے اللہ کے فرمان کی

(افضل خان بونیری)

سلامِ عقیدت و محبت بنامِ آل رسول ﷺ

(محمد مصعب سعود)

آلِ اطہار کے دربار سے وابستہ ہوں
میں گدا ہوں، درِ سرکار ﷺ سے وابستہ ہوں

پاک ازواجِ نبی ہوں کہ بناتِ اطہار
درِ پرنور و گہربار سے وابستہ ہوں

میرے آقا ﷺ کے نواسوں کا ہے سایہ مجھ پر
فاطمہ بی بی کے گلزار سے وابستہ ہوں

ہوں مُحبانِ ابوبکر و عمر میں شامل
یعنی میں حیدرِ کرار سے وابستہ ہوں

آرزو ہے کہ مدینہ کبھی جاکر دیکھوں
طلبِ کوچۂ دل دار سے وابستہ ہوں

ان کے افکار و عقائد مرا ورثہ ہیں سعودؔ!
میں تو حسان کے اشعار سے وابستہ ہوں

(رضی اللہ عنہم اجمعین)

☆☆☆

اس جہاں والوں نے دیوانوں کو اکثر مارا

(امان زرگر)

اس جہاں والوں نے دیوانوں کو اکثر مارا
دار سرمد کو ملی ، قیس کو پتھر مارا

دل میں جا کر یہ ترا تیرِ نظر اٹکا ہے
پار نکلے گا جگر کے جو مکرّر مارا

جس نے مستی میں کیا نعرۂ مستانہ بلند
اس کو پھر عشق نے سولی پہ چڑھا کر مارا

ہے مظفر وہی اس کارگہِ دنیا میں
خود کو جس نے بھی یہاں ذات کے اندر مارا

کتنے ہی سود و زیاں سامنے صف بستہ تھے
عالمِ مستی میں سرمست نے لشکر مارا

دائرے درد کے یوں پھیل رہے ہیں دل میں
جیسے تالاب کے پانی میں ہو کنکر مارا

رقص کرنے لگا ہر پور بدن کا زرگرؔ!
جب رگِ جاں پہ مرے یار نے نشتر مارا

☆☆☆

تیرا دشمن تری توقیر بھی ہو سکتا ہے

(جواد جمیل)

تیرا دشمن تری توقیر بھی ہو سکتا ہے
کیوں کہ وہ تجھ سے بغل گیر بھی ہو سکتا ہے

نیند کا عشق یقینی نہیں ہوتا لیکن
خواب شرمندۂ تعبیر بھی ہو سکتا ہے

جانور میں کبھی انسان نہیں ہو سکتا
اور انسان میں خنزیر بھی ہو سکتا ہے

دستِ حالات سے مجبور کو رو لینے دو
یہ بدن کے لیے اکسیر بھی ہو سکتا ہے

جیت بندوق کی محتاج نہیں ہو سکتی
اسلحہ نعرۂ تکبیر بھی ہو سکتا ہے

☆☆☆

انعامی مقابلہ

"صلاحیت سیریز" کا مقصد مسلمانوں کے اندر علمی و عملی صلاحیتیں بیدار کرنا ہے، اسی مقصد کے پیشِ نظر الحمد للہ انتظامیہ کے باہمی مشورے سے یہ بھی طے پایا ہے کہ ہر شمارے سے قبل ایک عدد انعامی مقابلہ منعقد کروایا جائے، جس میں قارئین جاری مہینوں میں مختلف رسائل میں شائع شدہ نظمیں اور کہانیاں پیش کریں، پھر منتظمین کی جانب سے ان تحریروں میں سے بہترین کہانی، بہترین مضمون اور بہترین نظم پیش کرنے والوں کو نقد پانچ پانچ سو روپے کا انعام دیا جائے۔ اگلے انعامی مقابلوں میں شرکت کے لیے مکتب علوم شریعت کا یہ فیس بک پیج لائک اور فالو کرلیں: wwww.facebook.com/Maktab.Uloom.e.Shareeat

اس بار ان تین بہترین تحریروں کو چنا گیا ہے۔

بہترین کہانی:

کھیل یا کارٹون (محترمہ روبینہ عبدالقدیر صاحبہ)

بہترین مضمون:

اس تباہی کا ذمے دار کون؟ (از محترم کاشف علی صاحب)

بہترین نظم:

ہرے شجر سے ہے (محترم محمد سمیع اللہ عباسی صاحب)

موصول شدہ تمام کاوشوں کی فہرست اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے:

نام	کاوش	صنف	رسالہ
محترمہ روبینہ عبدالقدیر صاحبہ	کھیل یا کارٹون	کہانی	مسلمان بچے
محترمہ انعم توصیف صاحبہ	میٹھے بول	کہانی	مسلمان بچے
محترمہ مریم صدیقی صاحبہ	میرا کشمیر بچا لو	کہانی	کرن کرن روشنی
محترمہ تنزیلہ احمد صاحبہ	شجر بے زبان	کہانی	مسلمان بچے
محترم محمد طلحہ ارشاد صاحب	گفتگو کا فن	کہانی	جگمگ
محترمہ ناظورہ صبا صاحبہ	گواہ رہنا وطن کی مٹی	کہانی	حیا
محترم محمد جنید راؤ صاحب	لالچ بری بلا ہے	کہانی	تعلیم و تربیت
محترم محمد فضیل فاروق صاحب	کتاب دوست	کہانی	بچوں کا اسلام
محترم سرتاج احمد صاحب	خزانے کا سانپ	کہانی	ذوق وشوق
محترمہ عالیہ ذوالقرنین صاحبہ	امیدِ بہار رکھ	کہانی	بچوں کا اسلام
محترم اکبر امین صاحب	عظیم فرزند	کہانی	تعلیم و تربیت
محترم کاشف علی صاحب	اس تباہی کا ذمے دار کون؟	مضمون	اخبار المدارس
محترم حافظ ابن اصغر صاحب	تھوڑا وقت ملے گا	مضمون	صدائے ظفر
محترم محمد سمیع اللہ عباسی صاحب	ہرے شجر سے ہے	نظم	بچوں کا اسلام
محترم خرم شہزاد قلب صاحب	موسم	نظم	قلم کی روشنی
محترم محمد ولی صادق صاحب	کشمیر	نظم	اردو ادب
محترمہ امۃ الحق سحر صاحبہ	بچوں کے نام	نظم	گلستان ادب
محترم محمد انس ناقصؔ صاحب	حمد	نظم	سوداگر

قارئین کے ساتھ

☆السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مکتب کے تمام منتظمین ”صلاحیت سیریز“ کی اشاعت پر دلی دعاؤں اور مبارکباد کے مستحق ہیں، خاص طور پر استاذ محترم اسامہ سَرسَری صاحب کی بیش بہا خدمات، جذبہ اخلاص اور محنت سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔قرآن نمبر یقیناً انھی کی خدمات کی ایک کڑی ہے جومختلف مدارج پر اراکین کی صلاحیتوں کواجاگر کرنے کے لیے پیش کی جاتی رہیں۔قرآن نمبر کے لیے میں نے ایک ادنیٰ سی کوشش سے ایک تحریر بھیجی ہے۔التماس ہے کہ اس کوشائع کر کے میری حوصلہ افزائی فرمایئے گا۔(بنت قریشی ملکیہ صاحبہ)

☆وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آپ کی تحریر مجلس ادارت کی نظروں سے گزرنے اور پسند کیے جانے کے بعد اس شمارے میں شامل کردی گئی ہے۔یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ قرآن کریم کے بارے میں لکھی گئی کوئی بھی تحریر ادنیٰ نہیں ہوتی۔

☆☆☆

☆السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! استاد محترم جناب اسامہ سَرسَری صاحب نے مکتب علوم شریعت اور دیگر سرگرمیاں سوشل میڈیا پر جاری کررکھی ہیں، جوکہ نوجوانوں کے لیے بہت ہی فائدہ مند ہے۔”صلاحیت سیریز“ کا آغاز بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے،جس میں نوجوانوں کواپنی صلاحیتیں دکھانے کا موقع فراہم کیا جارہا ہے۔اس عاجز نے بھی ایک تحریر”صلاحیت سیریز“ کے لیے بھیجی ہے۔انتظامیہ سے گزارش ہے کہ وہ اس کاوش کوشرف قبولیت بخشتے ہوئے صلاحیت سیریز کے پہلے شمارے کا حصہ بنالیں۔بندہ انتظامیہ کا نہایت ممنون ہوگا۔والسلام!(محمد محسن)

☆وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خط لکھنے کا بہت شکریہ۔

☆☆☆

☆محترم جناب ایڈیٹر صاحب!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں بی۔اے کا طالب علم ہوں اور سر قاسم سرویا صاحب سے انگلش پڑھتا ہوں۔انھوں نے مکتب علوم شریعت کے تحت شائع ہونے والے کتابی سلسلے”صلاحیت سیریز“ کے حوالے سے قرآن نمبر کے بارے میں مجھے آگاہی دی۔یہ ایک بہت اچھی کوشش ہے اوران شاءاللہ مجھ جیسے بہت سے طالب علموں کے لیے یہ صلاحیت سیریز بہت مفید ثابت ہوگی۔آپ سے گزارش ہے کہ جب قرآن نمبر شائع ہو

جائے تو مجھے ضرور اطلاع دی جائے، تاکہ میں مطالعہ کر کے اپنے علم کی پیاس کو بجھا سکوں۔(عرفان احمد۔شیخوپورہ)

☆ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خط لکھنے کا بہت شکریہ۔

☆☆☆

☆ قابل احترام ٹیم صلاحیت سیریز! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! سب سے پہلے تو قرآن نمبر نکالنے پر پوری ٹیم کو بھرپور داد دی جاتی ہے۔ اس وقت مختلف ٹکڑوں میں بکھری ہوئی قرآن وسنت سے بہت دور امت کو اللہ رب العزت کی عطا کردہ بابرکت کتاب سے احسن طریقے سے جوڑنے کی یہ نہایت اچھی کاوش ہوگی، جس کا ہمیں وقتاً فوقتاً مکتب علوم شریعت میں ادراک ہو رہا ہے۔ مکتب کی ان سرگرمیوں سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔(عائشہ اخت زین)

☆ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ماشاءاللہ، آپ کی تحریر میں کافی بہتری آچکی ہے، خط لکھنے کا بہت شکریہ۔

☆☆☆

☆ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں استاد محترم اسامہ سَرسَری صاحب اور تمام منتظمین کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے موجودہ دور کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے اس اہم موضوع پر جریدہ نکالا۔ آج ہم میں سے ہر ایک شخص پریشان ہے۔ اس کا واحد حل صرف قرآن کو سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ قوی امید ہے کہ یہ جریدہ لوگوں میں قرآن کو سیکھنے اور سکھانے کا شوق وجذبہ پیدا کرے گا اور بہت سی چیزوں میں ان کے لیے مدومعاون ثابت ہوگا۔ انتظامیہ کے لیے بہت سی دعائیں اور نیک تمنائیں۔ والسلام (بنت نذیر۔لاہور)

☆ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! صلاحیت سیریز اور قرآن نمبر کے لیے نیک جذبات کا بے حد شکریہ۔ آپ صلاحیت سیریز کے لیے تحریریں ضرور بھیجا کریں۔

☆☆☆

☆ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ماشاءاللہ! صلاحیت سیریز کے چرچے مکتب علوم شریعت گروپ میں خوب ہو رہے ہیں۔ بہت اچھا لگ رہا ہے، امید ہے یہ سیریز ہم جیسے طالب علموں کے لیے بہت مفید ثابت ہوگی۔ ان شاءاللہ مکتب علوم شریعت کے نئے سلسلے "صلاحیت سیریز" میں موجود ماہر نثر نگار و شاعر حضرات کے فن پاروں سے سیکھنے کا موقع ملے گا۔ اللہ پاک کامیابی عطا فرمائے اور اس سلسلے کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(صاعقہ علی نوری۔اسلام آباد)

☆ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کی دعاؤں کا بہت بہت شکریہ سلامت رہیے۔

منتظمین مکتب علوم شریعت

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سکونت	تعلیم
①	اسامہ شیخانی	کراچی	بی کام۔ایل ایل بی۔سی اے
②	افضل خان بونیری	بونیر	بی ایڈ۔ایم اے اسلامیات۔درس نظامی
③	امان زرگر	خوشاب	ایم اے (اردو، تاریخ)۔بی ایڈ
④	جواد جمیل	ڈیرہ اسماعیل خان	بی ایس سی۔ایسٹرن میڈیسن
⑤	صہیب حسن	مردان	ایف ایس سی۔ڈی آئی ٹی۔درس نظامی
⑥	عاکف غنی	کھاریاں	انٹر۔ڈپلوما ان ہومیو پیتھی۔ڈپلوما ان جرنلزم
⑦	عبید حسنی	فیصل آباد	بی ایس سی (اسٹیٹ، میتھ، اکنامکس)
⑧	قاسم سرویا	شیخوپورہ	ماسٹر ان انگلش۔ماسٹر ان ایجوکیشن
⑨	محمد اسامہ سَرسَری	کراچی	درس نظامی
⑩	محمد حفیظ عازم	اٹک	ایف ایس سی (انجینئرنگ)
⑪	محمد مصعب سعود	لیہ	بی ایس (آنرز) بائیوٹیکنالوجی
⑫	محمد یوسف ثانی	چنیوٹ	ماسٹرز ان بزنس ایڈمنسٹریشن
⑬	مصعب شاہین	میانوالی	بی ایس سی میتھ
⑭	ندیم اختر	حویلیاں	بی اے۔درس نظامی (رابعہ)
⑮	ام محمد	کراچی	درسِ نظامی
⑯	بنتِ ورياء	لاہور	ایف اے، درس نظامی
⑰	ناز ہاشمی	کراچی	انٹر۔ڈپلومہ ان کمپیوٹر سائنس
⑱	نازیہ یزی	نوشہرہ	ایف اے اردو ایڈوانس
⑲	نزہت وسیم	لاہور	درسِ نظامی

یادداشت